تہذیبِ اطفال

مُرتبہ

علامہ ابن قیم الجوزیہ

دارالعلم ممبئی

www.minhajusunat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی یف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

www.minhajusunat.com

www.minhajusunat.com

تحفۃ الودود باحکام المولود

کی تلخیص بعنوان

تہذیب اطفال

ولادت سے بلوغت تک کے احکام و آداب

مرتبہ

علامہ ابن قیم الجوزیہ

تلخیص و ترجمہ تخریج احادیث

ابو عبد الرحمٰن شبیر بن نور

دار العلم ممبئی

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

© جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات دار العلم نمبر ۴۹

نام کتاب	:	تہذیب اطفال
تالیف	:	علامہ ابن قیم الجوزیہؒ
ترجمہ	:	ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور
صفحات	:	80
ناشر	:	دار العلم، ممبئی
طابع	:	اکرم مختار
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	ستمبر ۲۰۰۷ء
مطبع	:	بھاوے پرائیویٹ لمیٹیڈ، ممبئی
قیمت	:	Rs.30/-

دار العلم ممبئی
DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J B B Marg. (Belasis Road), Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231 fax (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

عرضِ ناشر

اولاد قدرت کا انمول تحفہ ہے۔ اس کی تمنا اور آرزو سبھی کرتے ہیں۔ یہ دولت میسر آجائے تو گھر آنگن میں خوشیاں چھا جاتی ہیں اور زندگی کی تمام کلفتیں ختم ہوجاتی ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ ماں باپ جن کو قدرت نے اپنے اس انعام سے نوازا ہے اور انھیں توفیق عطا کی ہے کہ وہ ان کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

اسلام نے اپنی تعلیمات میں اولاد کی تعلیم وتربیت پر کافی توجہ دلائی ہے اور شادی کے اوّلین دن سے میاں بیوی کو خصوصی ہدایات دی ہیں۔ اولاد کی پیدائش پر خوشیاں ہر سماج اور تہذیب میں منائی جاتی ہیں، لیکن اسلام نے اس تعلق سے جو ہدایات جاری کی ہیں وہ جداگانہ اور منفرد حیثیت رکھتی ہیں۔ غیر اسلامی تہذیب وثقافت کے زیر اثر ہم اسلام کی تعلیمات فراموش کرچکے ہیں اور اولاد کی پرورش اور اس کی تعلیم وتربیت میں ان ترجیحات کو نہیں اپنا پاتے جو اسلام کے پیش نظر ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نامور شاگرد حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے اس موضوع پر مفصل کتاب عربی میں تالیف فرمائی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ تراث اسلامی میں اپنے موضوع پر یہ پہلی اور آخری کتاب ہے۔

ہمیں حد درجہ مسرت ہورہی ہے کہ آج دارالعلم کی طرف سے اس کا ملخص اردو ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کتاب کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مصنف، مترجم اور ناشر کی حسنات میں اضافہ کا موجب بنائے۔ (آمین)

اکرم مختار

دارالعلم، ممبئ

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

ترتیب

عرض ناشر ـــــــــ ۳

اولاد کی آرزو کرنا ـــــــــ ۵

بیٹیوں کی پرورش۔ جنت کی چابی ـــــــــ ۹

مبارک باد دینا ـــــــــ ۱۵

نومولود کے کان میں اذان و اقامت کا حکم ـــــــــ ۱۷

گھٹی دینا ـــــــــ ۱۹

عقیقہ کرنا ـــــــــ ۲۱

سر مونڈنا ـــــــــ ۳۳

نام تجویز کرنا ـــــــــ ۳۵

ختنہ کرنا ـــــــــ ۴۹

بچوں کے پیشاب کا حکم ـــــــــ ۵۴

بچے کو اٹھا کر نماز ادا کرنا ـــــــــ ۵۷

بچوں سے محبّت کرنا ـــــــــ ۵۹

تربیت اولاد ـــــــــ ۶۱

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَولاد کی آرزو کرنا

۱۔ اللہ تعالیٰ سے انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ نیک اولاد کی دُعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ ﴾

(البقرۃ : ۱۸۷)

"اب تم اپنی بیویوں سے شب باشی (میاں بیوی کا فطری ملاپ) کیا کرو۔ اور اللہ نے جو تمہارے لیے لکھ دیا ہے اسے تلاش کرو۔"

حضرت مجاہد، حضرت الحکم، حضرت عکرمہ، حضرت حسن بصری، حضرت سدی اور حضرت الضحاک رحمھم اللّٰہ تعالیٰ اجمعین کے نزدیک "مَا کَتَبَ اللّٰہُ" سے مراد اولاد ہے —— عظیم مفسر صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں کہ "مَا کَتَبَ اللّٰہُ" سے مراد اولاد ہے۔[۱]

اسی لیے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ اولاد کی صلاحیت والی عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

((تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ ، فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ))[۲]

---

(۱) تفسیر طبری ج۲ص۹۹

(۲) سنن ابی داوٗد، کتاب النکاح، باب النھی عَن تَزْوِیجِ مَن لَمْ یَلِدْ مِنَ النِّسَاءِ، ح ۲۰۵۰۔ سنن النسائی، کتاب النکاح، باب کراھیۃ تَزْوِیجِ العَقِیمِ ح ۳۲۲۷۔ حدیث صحیح ہے۔ اس معنی کی حدیث مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۵۸ اور ص ۲۴۵ پر ذکر ہوئی ہے۔ وہ حدیث بھی صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"زیادہ اُلفت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو' کیونکہ میں تمہارے ذریعے سے دوسری اُمتوں کے مقابلے میں اپنی اُمت بڑھانے والا ہوں۔

۲۔ نیک اولاد والدین کے لیے دنیا میں باعثِ امن و سکون اور مرنے کے بعد ان کی دُعا باعثِ اجر و ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَتُرْفَعُ لَهُ الدَّرَجَةُ' فَيَقُوْلُ : اَىْ رَبِّ اَنّٰى لِىْ هٰذا؟ فَيَقُوْلُ : بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ مِنْ بَعْدِكَ)) (۳)

"بندۂ مؤمن کا جنت میں درجہ یکایک بلند ہو جائے گا تو وہ سوال کرے گا: "اے رب! مجھے یہ درجہ کیسے نصیب ہو گیا؟" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "تیرے مرنے کے بعد' تیری اولاد کی دعائے مغفرت کے سبب۔"

دُوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلاَّ مِنْ ثَلاَثَةٍ : اِلاَّ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهٗ)) (۴)

"جب انسان اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے' البتہ تین طرح کے اعمال کا اجر جاری رہتا ہے۔
(۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے۔
(۳) نیک اولاد جو (بزرگوں کے لیے) دُعا کرے۔"

۳۔ اگر والدین کو زندگی میں اولاد کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑ جائے تب

---

(۳) سنن ابی ماجہ' کتاب الادب' باب بِرُّالوَالِدَین ح ۳۶۶۰۔
مسند احمد ۲/۵۰۹۔ استاذ احمد شاکر نے کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

(۴) صحیح مسلم' کتاب الوصیة' باب مایُلحَق بالانسان من الثَّوابِ بعدَ وفاتہٖ ح ۱۶۳۱۔ مسند الامام احمد ج ۲ ص ۳۷۲۔ حدیث بالکل صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

بھی انہیں اجر ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

((مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ)) (۵)

"جس مسلمان (مرد، عورت) کے تین نابالغ بچے (بیٹے، بیٹیاں) فوت ہو جائیں، ان بچوں پر شفقت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو ضرور جنت میں داخل فرما دے گا۔"

اور ایک دوسری روایت میں ہے :

أَتَتِ امْرَءَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ لَهَا فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ لَهُ، فَلَقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً، فَقَالَ: ((دَفَنْتِ ثَلَاثَةً؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ لَهَا: ((لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِّنَ النَّارِ)) (۶)

"ایک عورت اپنا بچہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: "یا رسول اللہ! اس بچے کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں، میں تین بچے دفن کر چکی ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تین دفن کیے ہیں؟" اُس نے کہا "جی ہاں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تب تو تم نے آگ سے محفوظ باڑ (حصار) بنا لیا ہے۔"

اگر کسی مسلمان کے تین بچوں کی بجائے دو بچے ہی فوت ہوئے ہوں تب بھی وہ

---

(۵) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولادِ المُسلمین ح ۱۳۱۵۔ و مسند احمد ج ۴ ص ۱۸۴۔ حدیث بالکل صحیح ہے۔

(۶) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل من یموت له ولدٌ فَیَحْتَسِبُه، ح ۲۶۳۶۔ سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب من قدم ثلاثةً ح ۱۸۷۶۔ حدیث بالکل صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

آگ سے تحفظ کا سامان بن سکتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ لِلنِّسَاءِ : ((مَا مِنْكُنَّ امْرَءَ ةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَءَ ةٌ: وَاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ: ((وَاثْنَيْنِ)) (۷)

"حضور اکرم ﷺ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا: "تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ آگ سے تحفظ کا سامان بن جائیں گے۔" ایک عورت نے دریافت کیا: "اگر دو بچے فوت ہوئے ہوں تو کیا حکم ہے"؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں دو بچے بھی تحفظ کا سامان ہیں۔"

یہ اجر و ثواب صرف اسی شکل میں ہے کہ جب والدین صبر کرتے ہوئے اجر کے طلبگار رہوں، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَحْتَسِبُهُمْ اِلَّا كَانُوْا لَهُ جُنَّةً مِنَ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَءَ ةٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ : ((اَوِ اثْنَانِ)) (۸)

"جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں، پھر اجر کی نیت کے ساتھ صبر کرے تو یہ بچے اس کے حق میں آگ سے ڈھال بن جائیں گے"۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی ایک عورت نے دریافت کیا: "دو بچوں کا کیا حکم ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں دو بچے بھی آگ سے ڈھال بن جائیں گے۔"

---

(۷) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب هل یجعل للنساء یومًا علی حدہ ح ۱۰۱۔ صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب فضل من یموت له ولدٌ فیحتسبه، ح ۲۶۳۲۔ حدیث بالکل صحیح ہے۔

(۸) موطا امام مالک، کتاب الجنائز، باب الحسبة فی المصیبة، حدیث =

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

بیٹیوں کی پرورش ـ جنّت کی چابی

۱۔ بچیوں کی آمد پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی دل میں رنجیدہ ہونا چاہئے۔ اس صورت میں انسان اپنے رب کا ناشکرا اور تقدیر الٰہی کا باغی محسوس ہوتا ہے' کیونکہ بیٹے اور بیٹیاں عنایت کرنے والی ایک ہی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ ﴾

(الشُّوریٰ : ۴۹'۵۰)

"زمین و آسمان کی بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے۔ جو چاہے پیدا کرے' جسے چاہے بچیاں عنایت کرے اور جسے چاہے بچے (مذکر) عنایت فرمادے' یا انہیں مذکر و مؤنث ملے جلے عطا کرے' اور جسے چاہے بانجھ بنادے۔ بلاشبہ وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا اور قدرت رکھتا ہے۔"

بچیوں کی آمد پر ناک منہ چڑھانا تو درحقیقت مشرکانہ اخلاق اور ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ قرآن کریم اس صورتِ حال کا نقشہ اِن الفاظ میں بیان کرتا ہے :

﴿ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ ﴾

(النَّحل : ۵۸'۵۹)

=بالکل صحیح ہے ـــــ ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ صحیح مسلم ح ۲۶۳۲

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے
تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔
لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے'
سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رکھے یا مٹی میں دبا دے؟ دیکھو
کیسے برے حکم ہیں جو یہ (خدا کے بارے میں) لگاتے ہیں۔"

۲۔ اسلام نے بچیوں کی پرورش کو باعثِ اجر و ثواب قرار دے کر حوصلہ افزائی کی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک مؤمن بچیوں کی آمد پر رنجیدہ دل اور کبیدہ خاطر ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا)) وَضَمَّ اَصَابِعَهُ[9]

"جس کسی نے جوان ہونے تک دو بچیوں کی پرورش کی' میں اور وہ قیامت کے دن اِن دو اُنگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے"۔ اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا دیا۔

مزید ارشاد فرمایا:

((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ))[10]

"جس آدمی کو بچیاں دے کر آزمایا گیا پھر اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ

---

(۹) صحیح مسلم' کتاب البر والصلة' باب فضل الاحسان الی البنات' ح۲۶۳۱۔

(۱۰) صحیح البخاری' کتاب الزکاة' باب اتقوا النار ولو بشق تمرٍ ح۱۳۵۲۔ و صحیح مسلم' کتاب البِرِ وَالصِّلة' باب فضل الاحسان الی البنات ح۲۶۲۹۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

کیا تو یہ بچیاں آگ اور اُس آدمی کے درمیان رکاوٹ بن جائیں گی۔"

اچھے برتاؤ کی بہترین تعبیر یہ ہے کہ نرینہ اولاد اور بچیوں کی ضروریات پورا کرنے میں کوئی امتیازی سلوک روا نہ رکھا جائے۔ کھانا' پینا' پہننا اور رہنا سہنا سب یکساں اور برابر ہو۔ اسی ضمن میں تعلیم دینا' تربیتِ اخلاق کا خیال رکھنا اور مناسب ہنر سکھانا بھی شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان کا بھی یہی مقصد ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا (يَعْنِي الذُّكُوْرَ) اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)) (11)

"جس کسی کی لڑکی ہو پھر وہ اسے نہ زندہ درگور کرے' نہ اس کی توہین کرے (لڑکی ہونے کے ناطے ہر وقت طعن و ملامت نہ کرے) اور نہ لڑکے کو اس پر ترجیح دے' اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمادے گا۔"

بچیاں خواہ زیادہ ہوں یا دو تین' اجر بہت عظیم ہے' کیونکہ اصل مسئلہ جذبۂ صادق ہے نہ کہ کثرت و قلّت! آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَاَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (12)

"جس آدمی کی تین بچیاں ہوں اور وہ ان کا بہت خیال رکھے' اپنی کمائی

---

(11) سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب فضل من عال یتیمًا ح ۵۱۴۶۔ سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن اگر حدیث کو حوالہ ۹' ۱۰' ۱۲' میں مذکورہ احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو بات سمجھ آجاتی ہے اور دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ (ابو عبدالرحمٰن)

(12) مسند امام احمد بن حنبل ج ۴' ص ۱۵۴۔ و سنن ابن ماجہ' کتاب الادب' باب بِرُّالوالدِ وَالاحسان الی البنات ح ۳۶۶۹۔ و مسند ابی یعلٰی الموصلی ۲۹۹/۳ ح ۱۷۶۴۔ حدیث صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

سے انہیں کھلائے پلائےؒ اور لباس مہیا کرے تو وہ بچیاں قیامت کے دن آگ سے اس کے لیے تحفظ کا سامان بن جائیں گی۔"

اپنی بچیوں کی طرح اپنی بہنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرنا اور ان کی کفالت کرنا بھی اجرِ عظیم کا ذریعہ ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ فَاتَّقَى اللّٰهَ وَاَقَامَ عَلَيْهِنَّ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا)) وَاَوْمَاَ بِالسَّبَّاحَةِ وَالْوُسْطٰى (۱۳)

"جس کسی کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں، پھر وہ اللہ کا خوف کھا کر ان کی پرورش کرتا رہے وہ میرے ساتھ اس طرح جنت میں ہوگا"۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی اور شہادت والی دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

تین کی جگہ اگر دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں تب بھی یہی درجہ و مقام حاصل ہوگا۔ دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لے "اپنی کمائی سے کھلائے پلائے" کا مقصد یہ ہے کہ نہ تو بچیوں کی دہائی دے کر لوگوں سے بھیک مانگ کر ان کی ضروریات پوری کرے اور نہ ہی کسی معاہدے کے تحت ان کے آئندہ ہونے والے سسرالی خاندان پر ان کی کفالت کا بوجھ ڈال دے، جیسا کہ بعض عرب قبائل میں قدیم زمانے میں رواج تھا، بلکہ آج بھی دنیا کے کئی علاقوں میں یہ رواج موجود ہے کہ جو خاندان کسی بچی کے رشتے کا طلبگار ہوتا ہے وہ اس بچی کے جوان ہونے تک کے مکمل اخراجات برداشت کرتا ہے۔ ایسی صورت میں والدین کے لیے اجر و ثواب کا کوئی حصہ نہیں۔ (ابو عبدالرحمٰن)

(۱۳) مسند ابی یعلی الموصلی ۶/۱۶۶ ح ۳۴۴۸۔ محقق کتاب استاذ حسین سلیم اسد نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ نیز علامہ الالبانی نے بھی حدیث کو صحیح کہا ہے: سلسلة الاحادیث الصحیحہ ۱/۵۲۸ ح ۲۹۵

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

((مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ او ثَلاَثًا اَوْ اُخْتَيْنِ اَوْ ثَلاَثًا حَتّٰى يَبِنَّ اَوْ يَمُوْتَ عَنْهُنَّ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)) وَاَشَارَ بِاِصْبِعِهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِيْهَا (۱۴)

"جس کسی نے دو یا تین بیٹیوں یا دو بہنوں کو پالا حتیٰ کہ ان کی شادی ہو گئی یا وہ خود اس دوران فوت ہو گیا میں اور وہ آدمی ان دو انگلیوں کی طرح جنت میں اکٹھے ہوں گے"۔ اور آپ ﷺ نے اپنی درمیانی اور ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔

اکثر و بیشتر انبیاء بچیوں ہی کے باپ تھے۔ اسی لیے امامِ اہلِ سُنّت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جب بچی پیدا ہوتی تو فرماتے تھے:

"انبیاء بچیوں ہی کے باپ تھے۔"

نوٹ : اگر ہر گھر میں صرف لڑکے ہی پیدا ہوں تو معاشرتی نظام بری طرح متأثر ہو جائے گا۔ چونکہ نسلِ انسانی کی بقاء و تحفظ مَرد و عورت کے وجود اور قانونی طریقے سے ملاپ میں مضمر ہے' لہٰذا جس مقدار میں لڑکوں کی ضرورت ہے اسی مقدار میں لڑکیوں کی بھی ضرورت ہے۔ امورِ خانہ داری' تربیتِ اولاد اور دیگر متعدد امور صرف عورت ہی بہتر طریقے سے انجام دے سکتی ہے۔ لہٰذا بچیوں سے نفرت جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا و تقدیر سے بغاوت کا نام ہے وہاں معاشرے کو بھی تباہ کرنے کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جاہلیت کے ہر فتنے سے محفوظ رکھے۔ آمین!

---

(۱۴) صحیح ابن حبان "الاحسان" ۲/۱۹۱ کتاب البر والاحسان باب صلة الرحم وقطعها' ح۴۴۷ - ومسند احمد ۳/۱۴۷ و ۱۴۸۔ استاذ شعیب الارناووط نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

۴۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے لڑکے عطا فرمادے' انہیں اِترانا یا تکبر نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔

(الف) لڑکوں یا لڑکیوں کی آمد انسان کی اپنی پسند یا محنت کا نتیجہ نہیں' بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ فرمانِ ربانی ہے :

﴿ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴾

(الشُّورٰی : ۴۹)

"(اللہ) جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔"

(ب) جو اَجر و ثواب بچیوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک میں ہے وہ لڑکوں کی پرورش میں نہیں' کیونکہ لڑکوں کی پرورش انسان اپنے مستقبل کی امید اور بڑھاپے کا سہارا سمجھ کر کرتا ہے۔ لہٰذا لڑکیوں کی پرورش خالص اللہ کی رضا اور جنت کا ذریعہ سمجھ کر کی جانی چاہیے۔

(ج) انسان جس طرح چاہے سوچتا رہے اور منصوبہ بناتا رہے' لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ لڑکیاں والدین کی زیادہ وفادار اور خدمت گزار ہوتی ہیں' جبکہ لڑکے (اِلّا ماشاء اللہ) بالعموم جب تک والدین کے زیرِ کفالت رہیں تو فرمانبردار ہوتے ہیں اور جب خود کفیل ہو جائیں تو خود سر اور نافرمان ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا حقائق کو سمجھ لینے کے بعد لڑکیوں سے نفرت اور لڑکوں کی پیدائش پر فخر کرنا چہ معنی دارد؟

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

مُبارک باد دینا

۱۔ جب کسی مسلمان کے ہاں بچے کی پیدائش ہو تو ہر مسلمان کو مبارک باد پیش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب (علیہما السلام) کی پیشگی خوشخبری سنائی۔ قرآن حکیم میں مذکور ہے:

﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝﴾ (هُود: ۶۹-۷۱)

"اور ابراہیمؑ کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لیے ہوئے پہنچے، کہا تم پر سلام ہو۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا تم پر بھی سلام ہو۔ پھر کچھ دیر نہ گزری کہ ابراہیمؑ ایک بُھنا ہوا بچھڑا (ان کی ضیافت و مہمانی کے لیے) لے آیا۔ مگر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے پر نہیں بڑھتے تو وہ ان سے مشتبہ ہو گیا اور دل میں ان سے خوف محسوس کرنے لگا۔ انہوں نے کہا: "ڈرو نہیں، ہم تو لوطؑ کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں"۔ ابراہیمؑ کی بیوی بھی کھڑی ہوئی تھی، وہ سن کر ہنس دی، پھر ہم نے اس کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی۔" (علیہم السلام)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۰۱)

"چنانچہ ہم نے اس کو ایک بردبار بیٹے کی خوشخبری دی" (ابراہیم علیہ السلام کو)

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

اللہ تعالیٰ نے خود حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری ان الفاظ میں دی:

﴿ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ ﴾ (مریم : ۷)

"اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحیٰ ہوگا۔ ہم نے اس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں کیا۔"

امرِ واقعہ یہی ہے کہ بشارت دینے سے ہر انسان کو خوشی ہوتی ہے 'لہٰذا ہر مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنے میں جلدی کرنی چاہیے اور اچھی خبر فوراً پہنچائی چاہیے۔

جب آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابو لہب کی لونڈی نے اسے خوشخبری سنائی کہ "جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے" تو اس خوشی میں ابولہب نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

۲۔ اگر کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو خوشخبری اور بشارت نہ دے سکے تو کم از کم مبارک باد ضرور پیش کرے۔ اچھی خبر ابتداء میں سنانے اور بتانے کا نام بشارت ہے ——— اور اس کے معلوم ہو جانے کے بعد دعائے خیر و برکت کا نام "مبارک باد دینا" ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل واقعے پر غور فرمالیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں کی جب توبہ قبول ہوئی تو ایک مسلمان نے جا کر انہیں خوشخبری سنائی ——— (یہ ہوا بشارت دینا) ——— اور جب حضرت کعبؓ یہ خوشخبری سن کر مسجد نبوی میں پہنچے تو باقی ساتھیوں نے انہیں مبارک باد پیش کی۔

عرب زمانۂ جاہلیت میں میاں بیوی کو اتفاق و اتحاد اور نرینہ اولاد کی دعا اور

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

مبارک باد پیش کرتے تھے۔ لڑکی کے پیدا ہونے کی بجائے لڑکی کی وفات پر مبارک باد پیش کی جاتی تھی۔ یہ خالصتاً جہالت اور جاہلیت ہے۔ نرینہ اولاد اور لڑکیوں کی پیدائش دونوں صورتوں میں مبارک باد پیش کرنی چاہیے اور آنے والے فرد کے لیے برکت کی دُعا کرنی چاہیے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔ تفصیلات "نام تجویز کرنا" کے باب میں ملاحظہ فرمایئے۔

نومولود کے کان میں اذان واقامت کا حکم

پیدائش کے بعد بچے کے کان میں اذان کہنی چاہیے۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحُسَیْنِ حِیْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ)) (۱۵)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسین کے کان میں اذان دیتے ہوئے دیکھا جب آپ (حسین) حضرت فاطمہ کی گود میں پہنچے" (رضی اللہ عنہما)

بچے کے کان میں اقامت (تکبیر) کہنے سے متعلق کوئی صحیح یا حسن حدیث موجود

(۱۵) المستدرك للحاكم ج ۳ ص ۱۷۹۔ مسند احمد ج ۶ ص ۳۹۱۔ سنن ابوداؤد' کتاب الادب' باب فی الصبی یُولد فیؤذن فی اُذنہٖ' ح ۵۱۰۵۔ سنن الترمذی' کتاب الاضاحی' باب الاذان فی اُذنِ المولود' ح ۱۵۱۴۔ علامہ البانی نے حدیث کو حسن کہا ہے۔ تمام فقہاء و محدثین کے نزدیک قابل عمل ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

نہیں (۱٦) لہٰذا بچے کے کان میں اقامت کہنا شرعاً ثابت نہیں ہوتا۔

امام ابنِ قیم رحمہ اللہ نے جو فلسفۂ اذان بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بچہ لاشعوری میں سب سے پہلے توحید، رسالت اور نماز کی بات سنتا ہے تو یہ گویا ایک طرح کی تلقین ہو جاتی ہے، جس طرح دنیا سے الوداع ہونے والے کو کلمۂ شہادت کی تلقین کی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ ان الفاظ سے انسان کے دل پر اچھا اثر مرتب ہوتا ہے۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ الفاظِ اذان سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور اس طرح شیطان کے شر سے بچے کی حفاظت کا انتظام ہو جاتا ہے۔

---

(۱٦) اس مسئلہ پر دو حدیثیں موجود ہیں جن کو امام ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کر کے ضعیف قرار دیا ہے۔ ان دونوں کی وضاحت یوں ہے۔

پہلی حدیث: ((مَنْ وُلِدَلَهٗ مَوْلُوْدٌ فَاَذَّنَ فِي اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِي اُذُنِهِ الْيُسْرٰى لَمْ تَضُرُّهٗ اُمُّ الصِّبْيَانِ)) "جس کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوا، پھر اس نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی تو اس بچے کو "اُم الصبیان" کی بیماری نقصان نہیں دیتی۔"

اس حدیث کو ابن السنی نے روایت کیا ہے۔ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے، لہٰذا اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ ملاحظہ ہو عمل الیوم و اللیلۃ ص ۲۲۰ ح ۶۲۳

دوسری حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِي اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَوْمَ وُلِدَ وَاَقَامَ فِي اُذُنِهِ الْيُسْرٰى "جس روز حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔"

اس حدیث کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ۶ / ۳۹۰، ح ۸۶۲۰۔ یہ حدیث سخت ضعیف ہے، اس کو دلیل بنانا بھی صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا نومولود کے کان میں اقامت کہنے کا حکم کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا ——— واللہ اعلم بالصواب

(ابو عبدالرحمن)

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

گھُٹّی دینا

ہر پیدا ہونے والے کو کسی میٹھی چیز سے گھٹی دی جانی چاہئے اور اگر کوئی صاحبِ علم و تقویٰ گھٹی دے کر برکت کی دُعا کر دے تو بہت بہتر ہے۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِیْمَ وَحَنَّکَهُ بِتَمْرَةٍ (۱۷)

"میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم تجویز فرمایا اور کھجور سے گھٹی دی۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

وَدَعَالَهُ بِالْبَرَکَةِ وَدَفَعَهُ اِلَیَّ وَکَانَ اَکْبَرَ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی (۱۸)

"اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے لیے برکت کی دُعا فرمائی اور مجھے واپس کر دیا۔" (راوی بیان کرتا ہے کہ) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ سب سے پہلا بچہ تھا۔"

حضرت اَنس، حضرت ابو طلحہ (رضی اللہ عنہما) کے بچے کی پیدائش کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

---

(۱۷) صحیح البخاری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یُولد وتحنیکه، ح ۵۱۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب استحباب تحنیك المولود عند ولادته وحمله الی صالح یُحنِکه وجواز تسمیة یوم ولادته، ح ۲۱۴۵

(۱۸) صحیح البخاری حوالہ سابقہ

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

فَقَالَ لِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ : اِحْمِلْهُ ' حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ وَبَعَثَ بِهِ بِتَمَرَاتٍ ' فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ : ((اَمَعَهُ شَيْءٌ؟)) قَالُوْا : نَعَمْ تَمَرَاتٌ ' فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ' فَمَضَغَهَا ثُمَّ اَخَذَهَا مِنْ فِيْهِ ' فَجَعَلَهَا فِيْ فِيِّ الصَّبِيِّ ' ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ)) (۱۹)

"اس موقع پر ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے کہا: اِسے اٹھالو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ' اور اس کے ساتھ کچھ کھجوریں بھی بھیج دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اٹھالیا اور دریافت فرمایا: "کیا اس کے ساتھ کوئی چیز بھی لائے ہو؟" عرض کیا: "جی ہاں' کچھ کھجوریں ہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کو چبایا اور اپنے دہن مبارک سے نکال کر بچے کے منہ میں رکھ دیں اور عبداللہ نام تجویز فرمایا۔"

(۱۹) صحیح البخاری' کتاب العقیقة' باب تسمیة المولود غداة یولد..... الخ ح ۵۱۵۲۔ صحیح مسلم' کتاب الآداب' باب استحباب تحنیك المولود عند ولادتہ...... ح ۲۱۴۴

نوٹ : اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نومولود کو گھٹی دینی چاہیئے۔ اگر کھجور میسر ہو تو بہت بہتر ہے' ورنہ جو بھی میٹھی چیز دستیاب ہو جائے' گھٹی دینے والا اس چیز کو خوب چبائے حتیٰ کہ وہ اس قابل ہو جائے کہ نومولود اسے نگل سکے۔ گھٹی دینے والا نیک آدمی ہونا چاہیئے اور اگر نیک آدمی موجود نہ ہو تو بچہ اس کی خدمت میں لے جایا جائے' جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ بخاری و مسلم کی مندرجہ بالا حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے —— اس حدیث کی روشنی میں یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ بچے کو پیدائش کے فوراً بعد گھر سے باہر نکالا جا سکتا ہے اور جو لوگ چالیس روز تک بچے کو گھر سے نکالنا غلط سمجھتے ہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا نہ کرتے' اور اگر لاعلمی کی بناء پر ایسا کر بیٹھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور راہنمائی فرماتے۔ جب بچے کو گھر سے نکالنے پر پابندی لگانے والی کوئی حدیث نہیں ہے تو اسے باہر لانا صحیح اور جائز ہے۔
(مرتب غفراللہ لہ)

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

عقیقہ کرنا

۱۔ تمام محدثین، فقہائے اُمت اور اہلِ سُنّت کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ عقیقہ کرنا سُنّتِ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَاَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى)) (۲۰)

"لڑکے کا عقیقہ کرو۔ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف دور کرو۔" (سر کے بال صاف کرو)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (۲۱)

"رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے ایک جیسی دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔"

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَعُقَّ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً وَعَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ (۲۲)

---

(۲۰) صحیح البخاری، کتاب العقیقۃ، باب اماطۃ الاذیٰ عن الصبی، ح ۵۱۵۴۔ و مسند امام احمد ج ۴ ص ۱۷/۱۸۔ و سنن ابی داؤد، کتاب الاضاحی، باب فی العقیقۃ، ح ۲۸۳۹

(۲۱) مسند امام احمد ج ۶ ص ۳۱۔ سنن الترمذی، کتاب الاضاحی، باب ماجاء فی العقیقۃ ح ۱۵۱۳۔ و سنن ابن ماجہ، کتاب الذبائح، باب العقیقۃ ح ۳۱۶۳، حدیث صحیح ہے۔

(۲۲) مسند امام احمد ج ۶ ص ۱۵۸۔ سنن الترمذی، کتاب الاضاحی، =

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور لڑکے کی طرف سے دو بکریاں عقیقہ دیں۔"

مذکورہ بالا حدیثوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عقیقہ کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے لہٰذا عقیقہ کرنا واجب ہے' لیکن حقیقتاً یہ سُنّتِ مؤکدہ ہے' کیونکہ کوئی حکم اُس وقت فرض یا واجب کہلاتا ہے جب اس کو چھوڑنے والے کے لیے دنیا یا آخرت میں کوئی سزا مقرر کی گئی ہو ــــ جیسے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ۔ اور یہ بات بہت واضح ہے کہ عقیقہ نہ کرنے والے کے لیے دنیا یا آخرت میں کوئی سزا مقرر نہیں ہے ــــ یا کوئی حکم اُس وقت فرض یا واجب کا درجہ اختیار کرلیتا ہے جب اسے بلاعذر چھوڑنے کی کسی کو اجازت نہ ہو۔ جبکہ عقیقہ کے بارے میں آپ ﷺ نے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار بھی دیا ہے۔

جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ثابت ہے:

((مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ)) (۲۳)

"جس کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اگر وہ اپنے بچے کا عقیقہ کرنا چاہے تو کرلے۔"

دوسری روایت میں ہے:

((مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً)) (۲۴)

= باب ماجاء في العقيقة۔ حدیث صحیح ہے — نوٹ : ترمذی کی روایت میں "اَمَرَنَا" کی بجائے لفظ "اَمَرَهُمْ" ہے (مسلمانوں کو حکم دیا)

(۲۳) مؤطا امام مالك' كتاب العقيقة۔ حدیث حسن ہے۔

(۲۴) سنن النسائي' كتاب العقيقة' ح ۴۲۲۳۔ سنن ابی داؤد' كتاب الاضاحي' باب في العقيقة' ح ۲۸۴۳۔ مسند امام احمد' ج ۲' ص ۱۹۴۔ =

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"جس کے ہاں بچہ پیدا ہو پھر وہ اس کا عقیقہ دینا پسند کرے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے۔"

لہٰذا عقیقہ کرنا واجب نہیں بلکہ سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ جو یہ عمل کرے گا یقیناً اجر پائے گا۔ جیسا کہ جمعہ کے دن کا غسل' قربانی' فطرانہ —— البتہ عقیقہ کرنا کس قدر اہمیت و فضیلت رکھتا ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ)) (۲۵)

"ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔"

اِس حدیث کی وضاحت امامِ اہلِ سُنّت احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے اِن الفاظ میں بیان فرمائی:

هٰذَا فِي الشَّفَاعَةِ يُرِيْدُ اَنَّهٗ اِذَا لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ فَمَاتَ طِفْلاً لَمْ يَشْفَعْ فِي اَبَوَيْهِ (۲۶)

"اس کا تعلق شفاعت سے ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ اگر نومولود بچپن میں ہی مر گیا تو اس صورت میں اپنے والدین کے حق میں شفاعت نہیں کرے گا جب کہ اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو۔"

عقیقہ کی اہمیت و فضیلت بہت واضح ہے لیکن اس کے باوجود اسے نماز' روزہ کی طرح فرض یا واجب نہیں قرار دیا جا سکتا —— بلکہ سُنّتِ مؤکدہ ہے اور یہی

= علامہ البانی نے حدیث کو صحیح کہا ہے۔ صحیح الجامع ح ۶۳۰ ۷

(۲۵) سنن ابی داؤد' کتاب الاضاحی' باب فی العقیقة' ح ۲۸۳۷ و ۲۸۳۸۔ مسند امام احمد ج ۵ ص ۷۔ حدیث صحیح ہے۔ سنن النسائی' کتاب العقیقة' باب متی یعق؟ ح ۴۲۲۱

(۲۶) فتح الباری' ج ۹' ص ۵۹۴' طبع سلفیه

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

جمہور اُمت کی رائے ہے۔

۲۔ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے' جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہے اور درج ذیل حدیث میں بھی یہ حکم موجود ہے۔ بکریاں خواہ نر ہوں یا مادہ' حکم برابر ہے۔

عَنْ اُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ : ((عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْاُنْثٰى وَاحِدَةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَوْ اِنَاثًا)) (۲۷)

"حضرت اُم کرز الکعبیہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ذبح ہو گی)۔ بکریاں نر ہوں یا مادہ اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔"

۳۔ بکری (نر یا مادہ) کے مفہوم میں اس کے قریب تر جانور بھی شامل ہیں' جیسا کہ مینڈھا' دنبہ' چھترا وغیرہ' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے مینڈھے کا عقیقہ کیا تھا۔

((عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ)) (۲۸)

"حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف

---

(۲۷) مسند امام احمد' ج ۶' ص ۳۸۱۔ سنن الترمذی' کتاب الاضاحی' باب الاذان فی اذن المولود' ح ۱۵۱۶۔ سنن ابی داوٗد' کتاب الاضاحی' باب فی العقیقۃ ح ۲۸۳۵۔ حدیث صحیح ہے۔

(۲۸) سنن النسائی' کتاب العقیقۃ' باب العقیقۃ عن الغلام ح ۴۲۳۰۔ حدیث صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

سے دو دو مینڈھے بطور عقیقہ ذبح فرمائے۔"

۴۔ عقیقہ کے دونوں جانور ایک جیسے ہونے چاہئیں 'یعنی جنس' قد اور عمر کے لحاظ سے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((فِي الْغُلاَمِ شَاتَانِ مُكَافِأَتَانِ وَفِي الْجَارِيَةِ شَاةٌ)) (۲۹)

"لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔"

۵۔ عقیقہ صرف بکری یا اس کے مشابہ جانوروں کا ہونا چاہئے' جیسا کہ احادیث میں گزر چکا ہے۔ گائے یا اونٹ سے متعلق کوئی صحیح یا حسن حدیث موجود نہیں۔

ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (عقیقہ کیلئے) اُونٹ ذبح کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے "معاذ اللہ" (پناہ رب کی) کہتے ہوئے انکار کر دیا تھا۔ ملاحظہ ہو:

نُفِسَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ غُلاَمٌ فَقِيْلَ لِعَائِشَةَ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! عُقِّي عَنْهُ جَزُوْرًا' فَقَالَتْ : مَعَاذَ اللّٰهِ! وَلٰكِنْ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ)) (۳۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (آپؓ عبدالرحمٰن کی بہن اور بچے کی پھوپھی ہیں) سے کہا گیا کہ اونٹ کا

---

(۲۹) سنن ابی داؤد' کتاب الاضاحی' باب فی العقیقة' ح ۲۸۳۴۔ جبکہ ح ۲۸۳۶ میں "مثلان" کا لفظ ہے۔ و سنن النسائی باب العقیقة عن الغلام ح ۴۲۲۶ و ۴۲۲۷۔ و سنن ابن ماجه' کتاب الذبائح' باب العقیقة' ح ۳۱۶۲۔ حدیث صحیح ہے۔

(۳۰) السنن الکبرٰی للبیهقی ۹/۳۰۱' کتاب الضحایا' باب ما یعق عن الغلام۔ و شرح مشکل الآثار للطحاوی ۳/۶۸' ح ۱۰۴۲ تحقیق شعیب الارناؤوط۔ حدیث حسن ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

عقیقہ کرلیں۔ انہوں نے کہا: معاذ اللہ! (اللہ کی پناہ) اس کی بجائے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو ایک جیسی بکریاں۔"

اسی مفہوم کی حدیث مستدرک امام حاکم میں بھی موجود ہے۔ [۳۱]

بعض روایات میں ملتا ہے کہ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بچے کی پیدائش پر اونٹ ذبح کئے ہیں' لیکن دو اسباب کی وجہ سے یہ بات شرعی حکم نہیں بن سکتی:

(الف) اُس صحابیؓ کو متعلقہ حدیث کی خبر نہ ہوگی۔

(ب) رسول اللہ ﷺ کے حکم کی موجودگی میں کسی صحابی کا قول یا فعل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

۶۔ ساتویں روز عقیقہ کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور عمل اس کی بہترین دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحَلَّقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى)) [۳۲]

"ہر بچہ اپنے عقیقے سے منسلک ہے (بندھا ہوا ہے)۔ ساتویں روز اس کا عقیقہ کیا جائے' اس کا سر مونڈا جائے اور نام تجویز کیا جائے۔"

اگر کسی وجہ سے عقیقہ ساتویں روز نہ کیا جا سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَقِيقَةُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ وَلِاَرْبَعَ عَشَرَةَ وَلِاَحَدٍ وَعِشْرِيْنَ)) [۳۳]

---

(۳۱) المستدرك للامام الحاكم' كتاب الذبائح' باب طريق العقيقة وايامها ۴/۲۳۸۔ امام حاکم نے حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام الذہبی نے تائید کی ہے۔

(۳۲) سنن ابی داؤد' کتاب الاضاحی' باب فی العقیقة۔ سنن الترمذی' كتاب الاضاحى' باب ماجاء فى العقيقة' ح ۱۵۲۲۔ سنن النسائى' کتاب العقیقة' باب متٰی یعق' ح ۴۲۲۱۔ حدیث صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"عقیقہ ساتویں دن کیا جائے' یا چودھویں دن یا پھر اکیسویں دن۔"

البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق چودھویں یا اکیسویں دن اُس صورت میں کیا جا سکتا ہے جب ساتویں دن میسر نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے الفاظ یوں ہیں:

وَلْيَكُنْ ذَاكَ يَوْمَ السَّابِعِ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَفِيْ اَرْبَعَةَ عَشَرَ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَفِيْ اِحْدَىٰ وَعِشْرِيْنَ (۳۴)

"عقیقہ ساتویں روز ہونا چاہئے' اگر میسر نہ ہو تو چودھویں دن اور اگر پھر بھی میسر نہ ہو تو اکیسویں روز۔"

لہٰذا ثابت ہوا کہ ساتویں روز عقیقہ کرنا افضل ہے اور چودھویں یا اکیسویں روز کرنا جائز اور صحیح' بشرطیکہ کوئی عذر یا مجبوری ہو۔

۷۔ عقیقہ کے جانور کی عمر کے بارے میں کوئی حدیث معلوم نہیں ہو سکی' لہٰذا کوئی عمر مقرر کرنا ممکن نہیں۔ البتہ محدثین اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کی عمر اور دیگر شرطیں قربانی کے جانور سے قریب تر ہونی چاہئیں۔ واضح رہے کہ بکری (نر' مادہ) کی عمر ایک سال' بھیڑ' دُنبہ کی عمر چھ

---

(۳۳) سنن البیهقی ج ۹' ص ۳۰۳' کتاب الضحایا' باب ما جاء فی وقت العقیقة۔ ظاہر روایت کے اعتبار سے حدیث ضعیف ہے۔ لیکن المستدرک للحاکم میں مذکور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتوے کی روشنی میں قابل عمل بن جاتی ہے کیونکہ کوئی صحابی احکامِ شریعت میں اس وقت فتویٰ دیتا ہے جب اس کے پاس کوئی صحیح دلیل ہوتی ہے۔ امام الترمذی نے حدیث ۱۵۲۲ کے بعد لکھا ہے کہ مستحب یہی ہے کہ عقیقہ ساتویں روز کیا جائے اور اگر میسر نہ ہو تو چودھویں روز' ورنہ پھر اکیسویں روز۔ اور یہی اہلِ علم کا فتویٰ ہے۔

(۳۴) المستدرك للحاكم' كتاب الذبائح' باب طريق العقيقة وايامها ۲۳۸/۴۔ سند صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

ماہ (نر' مادہ) اور اس میں کوئی نمایاں عیب بھی نہ ہو' اہل علم کے ہاں زیادہ لاغری بھی عیب شمار ہوتی ہے۔

۸۔ عقیقہ کا گوشت کچا بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے اور پکا کر بھی کھلایا جا سکتا ہے' کیونکہ دونوں شکلوں میں سے کوئی شکل حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا کسی ایک طریقے کو دوسرے سے بہتر قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں —— دونوں شکلیں صحیح اور جائز ہیں۔ البتہ اپنی سہولت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ... ﴾

(البقرۃ : ۱۸۵)

"اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے' سختی نہیں چاہتا..."

۹۔ عقیقہ کا گوشت کس حساب سے تقسیم کیا جائے' اس سلسلے میں کوئی حدیث یا کسی صحابی کا قول نہیں مل سکا۔ چونکہ عقیقہ کا معاملہ قربانی سے قریب تر ہے لہٰذا قربانی کے گوشت پر قیاس مناسب ہے۔

قربانی کے گوشت کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا)) (۳۵)

"کھاؤ' زادِ راہ بناؤ اور ذخیرہ کر لو۔"

دوسری جگہ فرمایا : ((وَتَصَدَّقُوْا)) (۳۶) "اور صدقہ کرو۔"

---

(۳۵) صحیح البخاری' کتاب الاضاحی' باب مایوکل من لحوم الاضاحی' ح ۵۲۴۹۔ "تَزَوَّدُوْا" کی بجائے "اَطْعِمُوْا" (کھلاؤ) کا لفظ ہے۔ صحیح مسلم' کتاب الاضاحی' بابُ بیان ما کان من النھی... ح ۱۹۷۲

(۳۶) صحیح مسلم' ح ۱۹۷۱

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

ایک جگہ فرمایا : ((وَاَطْعِمُوا))(۳۷) "اور دوسروں کو کھلاؤ۔"

ایک جگہ فرمایا : ((وَانْتَجِرُوا))(۳۸) "اور اجر و ثواب کماؤ۔"

اِن احادیث کو سامنے رکھ کر اہل علم نے قاعدہ بیان کیا ہے کہ ایک تہائی گھر میں کھایا جائے' ایک تہائی رشتہ داروں اور دوستوں کو دیا جائے' اور ایک تہائی فقراء میں تقسیم کر دیا جائے —— اور یہی بات زیادہ مناسب اور بہتر ہے۔ اسی شکل میں تمام حدیثوں پر عمل ممکن ہے۔

۱۰۔ دایہ کو خصوصی طور پر گوشت کا کچھ حصہ دینا چاہیے' بلکہ ایک مکمل ٹانگ دینی چاہیے' جیسا کہ آپ ﷺ کے فرمان سے واضح ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ : ((اَنْ يَبْعَثُوا اِلَى الْقَابِلَةِ بِرِجْلٍ مِنَ الْعَقِيْقَةِ))(۳۹)

"نبی اکرم ﷺ نے انہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ کو) حکم

---

(۳۷) صحیح مسلم' کتاب الاضاحی' باب بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی' ح ۱۹۷۳۔ سنن الترمذی' کتاب الاضاحی' باب ماجاء فی الرخصۃ فی اکلھا بعد ثلاث' ح ۱۵۱۰

(۳۸) سنن ابی داؤد' کتاب الاضاحی' باب حبس لحوم الاضاحی ح ۲۸۱۳

(۳۹) سنن البیھقی' ج ۹ ص ۳۰۴۔ حدیث ضعیف ہے۔ اسی معنی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل بھی سنن بیہقی میں موجود ہے۔ بہرحال حدیث ضعیف ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر دایہ پیشہ ور ہو تو اس اہتمام کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اپنی خدمت کا صلہ نقد وصول کر لے گی اور اگر دایہ نے یہ خدمت بطور تعاون دی ہے تو پھر ضرور اس کے لیے گوشت میں اضافہ ہونا چاہیے جو ایک ٹانگ کی شکل میں ہو سکتا ہے۔ کوئی آدمی دایہ کو گوشت کی ٹانگ دے یا نہ دے اس کی مرضی ہے کیونکہ حدیث علمی اصولوں سے ثابت نہیں۔ (ابو عبدالرحمٰن)

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

دیا کہ "عقیقہ کے گوشت کی ایک ٹانگ دایہ کو بھیج دو۔"

۱۱۔ امامِ اہلِ سُنّت حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اگر والد کے پاس اتنی گنجائش نہ ہو جس سے عقیقہ کر سکے تو کیا کرے؟ امام صاحب نے فرمایا:

"اِنِ اسْتَقْرَضَ رَجَوْتُ اَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اَحْیَا سُنَّةً" (۴۰)

"اگر قرض لے کر بھی کر لے تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کا سامان پیدا فرمادیں گے' کیونکہ اس نے ایک سنت زندہ کی ہے۔"

عقیقہ ذبح کرنے کی دُعا:

۱۲۔ عقیقہ ذبح کرتے وقت جانور پر بچے کا نام لے اور مندرجہ ذیل دُعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ' اَللّٰهُمَّ لَكَ وَاِلَیْكَ' هٰذِهِ عَقِیْقَةُ فُلاَنٍ...."

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۴۰) تحفۃ المودود ص ۶۷ طبع دار الریان مصر۔

نوٹ: بظاہر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے قرض لے کر عقیقہ کرنے کا فتویٰ نہیں دیا لیکن حوصلہ افزائی ضرور کی ہے کہ والد یہ کام قرض لے کر بھی انجام دے۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ کیا عقیقہ حج یا زکوۃ سے بڑھ کر فرض ہے جس کی خاطر اتنا اہتمام ضروری ہو؟ جب کہ اگر استطاعت نہ ہو تو [illegible] لوۃ فرض ہی نہیں ہوتے جو کہ قطعی اور واضح دلائل سے ثابت ہیں' لہٰذا عقیقہ کی خاطر قرض لینا چہ معنی دارد؟ واضح رہے کہ عقیقہ فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے جس کا پوری تفصیل سے مسئلہ نمبرا "عقیقہ کرنا" کے بیان میں تذکرہ ہو چکا ہے —— چنانچہ امام موصوف کا قول قابل لحاظ نہیں ہے' ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ سنتوں کا درجہ [illegible] ات سے بڑھ سکتا ہے اور یہ عقلاً بعید ہے' لہٰذا اگر کسی کے پاس استطاعت ہو تو عقیقہ [illegible] ر کرے' یقیناً کارِ ثواب ہے' ورنہ قرض لے کر تکلف کی کوشش نہ کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ: ۲۸۶) "اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔" (مرتب غفراللہ لہ' ولوالدیہ ولاساتذتہ)

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

((اِذْبَحُوا عَلَى اسْمِهِ فَقُوْلُوا : بِسْمِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ لَكَ وَاِلَيْكَ ' هٰذِهِ عَقِيقَةُ فُلَانٍ)) (۴۱)

"(جانور پر) بچے کا نام لے کر اسے ذبح کرو اور کہو: اللہ کے نام پر' اے اللہ! یہ تیرا مال ہے اور تیری خدمت میں حاضر ہے۔ یہ فلاں (اس بچے کا نام لیا جائے) کا عقیقہ ہے۔"

صرف ذہن میں نیت کر لینی بھی کفایت کرے گی' لیکن اصل سنت اس دُعا کو زبان سے ادا کرنا ہے ـــــ اور ایسا ہی کرنا چاہئے۔

۱۴۔ محدثین کی اکثریت اور فقہاءِ اُمت اس بات پر تقریباً متفق ہیں کہ قربانی اور عقیقہ کے اَحکام یکساں ہیں لہٰذا عقیقہ کے معاملے میں جہاں کوئی حکم براہِ راست سُنّتِ نبویؐ سے ثابت نہ ہو تو اَحکامِ قربانی پر قیاس کر لیا جائے۔ عقیقہ کے جانور کی کھال کا مسئلہ براہِ راست سُنّتِ نبویؐ سے دستیاب نہیں ہو سکا۔ لہٰذا قربانی کی کھالوں کی طرح عقیقہ کی کھال کو بھی صدقہ کر دیا جائے۔ قربانی کے گوشت' کھالوں اور دیگر متعلقہ سامان کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدایت دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ:

اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُومَ عَلٰى بُدْنِهِ وَاَنْ اَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَاَجِلَّتِهَا" (۴۲)

---

(۴۱) مسند ابی یعلی الموصلی ۸/۱۷و۱۸' ح ۴۵۲۱۔ محقق کتاب حسین سلیم اسد نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ والسنن الکبری للبیھقی ۹/۳۰۳' کتاب الضحایا' باب ما جاء فی وقت العقیقة۔ ومصنف عبدالرزاق ۴/۳۳۰' کتاب العقیقة' باب العقیقة ح ۷۹۶۳

(۴۲) صحیح البخاری' کتاب الحج' باب یتصدق بجلود الھدی =

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کے (ذبح شدہ) اونٹوں کے پاس کھڑا ہو کر گوشت' چمڑے اور دیگر متعلقہ سامان کو صدقہ کردوں۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ قربانی اور عقیقہ کے جانور کی کھال صدقہ کی جائے گی۔

۱۴۔ اگر کسی وجہ سے کسی انسان کا بچپن میں عقیقہ نہ ہوا ہو تو وہ بالغ ہونے کے بعد اپنا عقیقہ خود کر سکتا ہے' جیسا کہ روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بالغ ہونے کے بعد اپنا عقیقہ خود کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَا بُعِثَ بِالنُّبُوَّةِ (۴۳)

"کہ نبی کریم ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔"

رسول اللہ ﷺ نے خود تو اپنا عقیقہ کیا لیکن کسی بالغ صحابیؓ کو حکم نہیں دیا کہ وہ بھی اپنا عقیقہ کرے۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ ایسا کرنا جائز اور صحیح تو ہے لیکن سُنّتِ مؤکدہ یا فرض واجب نہیں' ورنہ آپ ﷺ اسلام قبول کرنے والے تمام صحابہ کو حکم دیتے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا اپنا عقیقہ بھی کریں۔

ح۱۶۳۰' ۱۶۳۱۔ صحیح مسلم' کتاب الحج' باب فی الصدقة بلحوم الهدی وجلودها وجلالها' ح ۱۳۱۷۔ سنن ابی داؤد' کتاب المناسك' باب کیف تنحر البُدن ح۱۷۶۹

(۴۳) مصنف عبدالرزاق ۴/۳۲۹ کتاب العقیقة' باب العقیقه' ح ۷۹۶۰۔ وکشف الاستار عن زوائد البزار' باب قضاء العقیقة' ۲/۷۴ ح ۱۲۳۷۔ والمعجم الاوسط للطبرانی ۱/۵۲۹ ح ۹۹۸ امام ہیثمی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ مجمع الزوائد ۴/۹۴ ح ۶۲۰۲

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

سر مُونڈنا

۱۔ ساتویں روز نومولود کا سر مونڈنا چاہئے۔ مندرجہ ذیل حدیث اس مسئلے کی بہترین دلیل ہے:

((كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَومَ السَّابِعِ وَيُحَلَّقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى)) (۴۴)

"ہر بچہ اپنے عقیقہ سے وابستہ ہے[1]۔ ساتویں روز اس کے نام سے عقیقہ کیا جائے گا' اس کا سر مونڈا جائے گا اور نام تجویز کیا جائے گا۔"

دُوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان بالوں کو "اَذٰی" سے تعبیر کر کے صاف کرنے کا حکم دیا ہے' فرمایا:

((وَاَمِيطُوا عَنْهُ الْاَذٰى)) (۴۵)

"اور اس نومولود سے "اذیٰ" (تکلیف) کو دور کرو۔"

متعدد اہل علم نے "اذیٰ" سے مراد بال لیے ہیں۔

۲۔ نومولود کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۴۴) سنن ابی داؤد' کتاب الاضاحی' باب العقیقة ح ۲۸۳۷و ۲۸۳۸۔ سنن الترمذی' کتاب الاضاحی' باب ماجاء فی العقیقة' ح ۱۵۲۲۔ حدیث صحیح ہے۔

[1] بچے کا عقیقہ سے وابستہ ہونے کا مفہوم امام احمد بن حنبلؒ کے قول سے واضح ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر۱ "عقیقہ کرنے کا بیان"

(۴۵) صحیح البخاری' کتاب العقیقة' باب اماطة الاذی عن الصبی فی العقیقة' ح ۵۱۵۴۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

((يَا فَاطِمَةُ! اِحْلِقِي رَاْسَهٗ وَتَصَدَّقِي بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً))
فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ (۴۶)

"اے فاطمہ! اس کا سر مونڈ دو اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کردو" ـــ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان بالوں کا وزن کیا تو وہ ایک درہم یا درہم سے کچھ کم نکلا۔

---

(۴۶) سنن الترمذی' کتاب الاضاحی' باب ما جاء فی العقیقة بشاةٍ' ح ۱۵۱۹ ـــ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی سنن میں ذکر کر کے سند کے بارے میں ان الفاظ میں حکم بیان کیا ہے: هذا حديث حسن غريب واسناده ليس بمتصل (یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس کی سند متصل نہیں ہے)

اس حدیث کی تائید مندرجہ ذیل روایات سے ہو جاتی ہے:

ا۔ موطا امام مالك' كتاب العقيقة' باب العمل فی العقیقة لیکن یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل حدیث تمام محدثین اور اکثر فقہاء کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی سند منقطع بھی ہے۔ (چنانچہ حدیث ضعیف ہے۔)

ب۔ مراسیل ابو داؤد ۱/۲۷۹ ح ۳۸۰۔ سند مرسل ہے۔ (لہذا ضعیف ہے)

ج۔ سنن البیهقی' کتاب الضحایا' باب ماجاء فی التصدق بزنة شعره فضة' ج ۹' ص ۳۰۴۔ اس کی سند منقطع ہے۔ (لہذا ضعیف ہے)

د۔ المستدرك للحاكم' كتاب الذبائح' باب عق النبی صلی اللہ علیہ وسلم...الخ' ج ۳ ص ۲۳۷۔ سند ضعیف ہے۔

اس موضوع پر جس قدر احادیث ذخیرۂ حدیث میں مل سکی ہیں' سب پر کسی نہ کسی وجہ سے اعتراض موجود ہے۔ اس سب کے باوجود امام ترمذی اور بعض دیگر محدثین نے مذکورہ بالا شواہد و قرائن کی بناء پر حدیث کو "حسن" قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیں:

تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۳۶۴ طبع ملتان۔ جامع الاصول ج ۷ ص ۵۰۵' تحقیق الاستاذ عبدالقادر الارناووط' تحفۃ الودود باحکام المولود' تالیف امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ تحقیق و تخریج دکتور عبدالغفار سلیمان البنداری ص ۹۰ طبع دارالریان القاہرہ (مصر) محدث العصر الاستاذ محمد ناصرالدین الالبانی بارك الله فی عمره و جهوده نے تمام =

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

نام تجویز کرنا

۱۔ نومولود کا نام سات دن کے اندر اندر تجویز کر دینا چاہیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ولادت کے روز بھی نام تجویز فرمایا ہے، لیکن زیادہ سے زیادہ سات دن کی مہلت دی ہے ـــــ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وُلِدَلِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ)) (۴۷)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آج رات میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، میں نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر اس کا نام رکھ دیا ہے۔"

دوسری روایت میں ہے:

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَاَتَيْتُ

= سندوں کا تفصیلی جائزہ لے کر بالآخر حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور یہی رائے صحیح ہے۔
ملاحظہ ہو: ارواء الغلیل ج ۴ ص ۴۰۲ تا ۴۰۶، حدیث ۱۱۷۵، طبع المکتب الاسلامی بیروت

لہٰذا اگر استطاعت ہو تو صدقہ کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

نوٹ: حدیث مذکورہ کا یہ مفہوم قطعاً نہیں کہ ہر بچے کے بال ایک درہم برابر ہی ہوں گے، بلکہ کم وبیش کی گنجائش اور امکان موجود ہے، لہٰذا ہر بچے کے بال علیحدہ سے وزن کرکے اس کے برابر چاندی یا اس کے مساوی قیمت صدقہ کیا جائے۔

(۴۷) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال وتواضعه وفضل ذلك ح ۲۳۱۵۔ وسنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت ح ۳۱۲۶

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

بِهٖ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِيْمَ (۴۸)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "میرے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے بچے کا نام ابراہیم تجویز فرمایا۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت ابو طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو گھٹی دیتے ہوئے اس کا نام عبداللہ (۴۹) تجویز فرمایا۔ ظاہر ہے کہ گھٹی پہلے دن ہی دی جاتی ہے۔ ہاں ساتویں روز نام رکھنے کی احادیث بھی موجود ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ يَوْمَ سَابِعِهٖ وَوَضْعِ الْاَذٰى عَنْهُ وَالْعَقِّ (۵۰)

"رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ: ساتویں روز بچے کا نام رکھ دیا جائے' اس کے بال اتروا دیئے جائیں اور اس کا عقیقہ کر دیا جائے۔"

۲۔ بچے کا نام ظاہری اور معنوی لحاظ سے شرعی تقاضوں کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

(۴۸) صحیح البخاری' کتاب العقیقة' باب تسمیة المولود......الخ' ح ۵۱۵۰۔ صحیح مسلم' کتاب الآداب' باب استحباب تحنیك المولود عند ولادته' ح ۲۱۴۵

(۴۹) بخاری و مسلم کے حوالے سے مکمل حدیث "گھٹی دینے" کے عنوان کے تحت ذکر ہو چکی ہے۔ الفاظ حدیث اور ترجمہ وہاں دیکھا جا سکتا ہے۔

(۵۰) سنن الترمذی' کتاب الادب' باب ما جاء فی تعجیل اسم المولود وحسنه' ح ۲۸۳۲۔ اسی معنی کی حدیث سنن ابی داؤد اور سنن النسائی نے بھی ذکر کی ہے۔ ملاحظہ ہو عنوان "عقیقہ کرنا" حوالہ نمبر ۳۲۔ حدیث صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

((اَحَبُّ اَسْمَاءِ كُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ))[51]

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں"

جس طرح عبداللہ اور عبدالرحمٰن بہترین نام ہیں' اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے ساتھ "عبد"[52] کے اضافے سے نام رکھنا بھی بہترین نام ہے۔

"اللہ" اور "الرحمٰن" اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام ہیں' باقی سارے صفاتی نام ہیں۔

صفاتی ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے:

الرَّحِيم' المَلِك' القُدُّوس' السَّلام' المُؤمن' المُهَيْمِن'
العَزِيز' الجَبَّار' المُتَكَبِّر' الخَالِق' البَارِئُ' المُصَوِّر' الغَفَّار'
القَهَّار' الوَهَّاب' الرَّزَّاق' الفَتَّاح' العَلِيم' القَابِض' البَاسِط'
الخَافِض' الرَّافِع' المُعِزُّ' المُذِلُّ' السَّمِيع' البَصِير' الحَكَم'
العَدل' اللَّطِيف' الخَبِير' الحَلِيم' العَظِيم' الغَفُور'
الشَّكُور' العَلِيُّ' الكَبِير' الحَفِيظ' المُقِيت' الحَسِيب'
الجَلِيل' الكَرِيم' الرَّقِيب' المُجِيب' الوَاسِع' الحَكِيم'
الوَدُود' المَجِيد' البَاعِث' الشَّهِيد' الحَقُّ' الوَكِيل' القَوِيُّ'
المَتِين' الوَلِيُّ' الحَمِيد' المُحصِي' المُبدِئُ' المُعِيد'
المُحيِي' المُمِيت' الحَيُّ' القَيُّوم' الوَاجِد' المَاجِد'
الوَاحِد' الاحَد' الصَّمَد' القَادِر' المُقتَدِر' المُقَدِّم'

---

(۵۱) صحیح مسلم' کتاب الآداب' بیان ما یُستَحَبُّ من الاسماء' ح ۲۱۳۲۔ وسنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب فی تغییر الاسماء' ح ۴۹۴۹

(۵۲) اس موضوع پر اہل علم کی تفصیلی رائے معلوم کرنی ہو تو ملاحظہ فرمائیں: جامع الاصول لاحادیث الرسول ج ۱' ص ۳۵۸' حاشیہ پر۔ (نوٹ: واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں "الستار" نہیں ہے' لہٰذا عبدالستار نام رکھنا صحیح نہیں۔)

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

الْمُؤَخِر' الاوّل' الاخِر' الظَّاهِر' البَاطِن' الوَالِي' الْمُتَعَال' الْبَرُّ' التَّوَّاب' الْمُنتَقِم' العَفُوُّ' الرَّءُ وف' مَالِكُ الْمُلْكِ' ذُوالْجَلاَلِ وَالاكرام' الْمُقْسِطُ' الجَامِع' الغَنِيُّ' الْمُغنِي' الْمُعطِي' المَانِع' النَّافِع' الضَّارُّ' النُّور' الهَادِى' البَدِيع' البَاقِي' الوَارِث' الرَّشِيد' الصَّبُور [۱]

۳۔ قرآن حکیم اور حدیث نبویؐ سے ثابت انبیاء علیہم السلام کے نام بھی رکھے جاسکتے ہیں ـــــ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((تَسَمُّوا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ)) (۵۳)

---

[۱] پورے کے پورے نام امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب سنن الترمذی میں نقل کیے ہیں' ملاحظہ ہو کتاب الدعوات' باب ۸۳' ح ۳۵۰۷۔ والسنن الکبریٰ للامام النسائی ۳۹۳/۴ - ۴۲۰ کتاب النعوت' ح ۷۶۵۹ - ۷۷۶۹۔ اکثر ناموں کو مختلف حدیثوں کے حوالے سے جمع کیا ہے۔

(۵۳) سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب تغییر الاسماء' ح ۴۹۵۰۔ سنن النسائی' کتاب الخیل والسبق والرمی' باب ما یستحب من شیئة الخیل' ح ۳۵۶۷۔ اگرچہ حدیث کی سند میں کچھ کمزوری ہے لیکن مندرجہ ذیل قرائن وشواہد کی بنا پر قابل اطمینان اور قابل حجت بن جاتی ہے:

(الف) رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کے نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر تجویز فرمائے ہیں' جیسا کہ یوسف بن عبداللہ بن السلام کا نام۔ ملاحظہ ہو: الادب المفرد للامام البخاری' ص ۲۹۱ ح ۸۳۸۔ ومسند احمد ۳۵/۴۔ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے: فتح الباری' ج ۱۰' ص ۵۷۸ طبع سلفیہ

(ب) رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند کا نام ابراہیم تجویز فرمایا۔ ملاحظہ ہو صحیح مسلم' کتاب الفضائل' ح ۲۳۱۵ وسنن ابی داؤد' ح ۳۱۲۶۔ دونوں حوالے قریب میں گزرے ہیں۔

(ج) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فرزند کا نام بھی آپ ﷺ نے ابراہیم رکھا: بخاری ومسلم۔ حوالہ گزر چکا ہے' دیکھئے عنوان "گھٹی دینا" اسی کتاب میں۔ =

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"انبیاء کرام کے ناموں کے مطابق نام تجویز کرو۔"
لائق صد احترام' حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں میں سے مندرجہ ذیل قرآن حکیم سے ثابت ہیں:

۱۔ آدم ۲۔ ادریس ۳۔ نوح ۴۔ ہود ۵۔ صالح ۶۔ ابراہیم ۷۔ لوط
۸۔ اسماعیل ۹۔ اسحاق ۱۰۔ یعقوب ۱۱۔ یوسف ۱۲۔ شعیب ۱۳۔ ایوب
۱۴۔ ذوالکفل ۱۵۔ موسیٰ ۱۶۔ ہارون ۱۷۔ داوٗد ۱۸۔ سلیمان ۱۹۔ الیاس
(دوسرا نام الیاسین) ۲۰۔ الیسع ۲۱۔ یونس ۲۲۔ زکریا ۲۳۔ یحییٰ
۲۴۔ عیسیٰ ۲۵۔ محمد (دوسرا نام احمد)

صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہم اجمعین

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام بھی بچوں کے لیے تجویز کیے جاسکتے ہیں' بشرطیکہ اس نام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل نہ کیا ہو یا بدلنے کا مشورہ نہ دیا ہو ـــــ مثلاً
ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' بلال' انس' ابوہریرہ' عبداللہ
عورتوں میں عائشہ' رقیہ' فاطمہ' سمیہ' زینب' جمیلہ

۵۔ اس کے علاوہ ہر وہ نام رکھنا صحیح ہے جو "منع ناموں" کی فہرست میں نہ آتا ہو اور اس میں اچھے معنی پائے جائیں ـــــ جیسے اکرم' انور' سرور' اقبال' حامد'

= (د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "سَمُّوا بِاسْمِي" یعنی میرے نام پر بچوں کے نام تجویز کرو: صحیح البخاری' کتاب الادب' باب من سمی باسماء الانبیاء' ح ۵۸۴۴۔ صحیح مسلم' کتاب الاداب' باب بیان ما یستحب من الاسماء' ح ۲۱۳۱

(ہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ بِاَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ "وہ لوگ انبیاء کرام اور زمانہ ماضی کے نیک لوگوں کے نام پر بچوں کے نام رکھتے تھے"۔ صحیح مسلم' کتاب الآداب' باب النهي عن التكني بابي القاسم' ح ۲۱۳۵

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

حمید وغیرہ

۶۔ مندرجہ ذیل قسم کے نام رکھنا شرعاً جائز نہیں۔

ا۔ جن ناموں سے شرکیہ مفہوم واضح ہو۔ مثلاً عبدالعزیٰ' عبدالکعبہ' عبدالعلی' عبدالرسول' عبدالنبی' عبدالحسین' نبی بخش' پیراں دِتّہ وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نام تبدیل کردیئے تھے:

وَفَدَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَوْمٌ فَسَمِعَهُمْ يُسَمُّونَ عَبْدَالْحَجَرِ' فَقَالَ لَهُ: ((مَا اسْمُكَ؟)) فَقَالَ: عَبْدُالْحَجَرِ' فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((إِنَّمَا أَنْتَ عَبْدُاللّٰهِ)) (۵۴)

"نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے سنا کہ وہ کسی کو "عبدالحجر" کے نام سے پکار رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے متعلقہ آدمی سے دریافت فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟" اس نے کہا: "عبدالحجر" (پتھر کا بندہ) آپ ﷺ نے فرمایا: "اب سے تمہارا نام عبداللہ ہے۔"

۲۔ جو نام صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدّس کے لیے مخصوص ہوں اور صرف اُسی ذات کو زیبا ہوں۔ مثلاً ملک الملوک' سلطان السّلاطین' شاہنشاہ' Lord' Chief' احکم الحاکمین' امیرالامراء' قاضی القضاۃ اور حاکم الحکام وغیرہ وغیرہ۔ اس بات کی دلیل آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان سے واضح ہے:

((إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكُ الْأَمْلَاكِ)) (۵۵)

---

(۵۴) مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۲۶۳' کتاب الادب' باب فی تغییر الاسماء' ح ۲۵۸۹۲۔ والادب المفرد للامام البخاری' ص ۲۸۲' ح ۸۱۱

(۵۵) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب ما ابغض الاسماء الی اللّٰہ تعالٰی ح ۵۸۵۲' ۵۸۵۳۔ وصحیح مسلم' کتاب الادب' باب تحریم=

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس آدمی کا ہے جو اپنا نام "ملک الاملاک" رکھتا ہے۔"

اسی طرح صفاتِ باری تعالیٰ عَبْد یا عُبَید کی اضافت کے بغیر کسی کا نام نہیں بن سکتیں۔ چنانچہ کسی کا نام صمد' اَحد' خالق' رازق وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ اس بات کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔ حضرت شریح اپنے والد جناب حضرت ہانی رضی اللہ عنہ کے سفرِ مدینہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

إِنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ مَعَ قَوْمِهٖ' سَمِعَهُمْ يَكْنُوْنَهٗ بِأَبِي الْحَكَمِ' فَدَعَاهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ' فَلِمَ تُكْنٰى أَبَا الْحَكَمِ؟)) فَقَالَ: إِنَّ قَوْمِيْ إِذَا اخْتَلَفُوا فِيْ شَيْءٍ أَتَوْنِيْ' فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ' فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أَحْسَنَ هٰذَا! فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟)) قَالَ: لِيْ شُرَيْحٌ وَمُسْلِمَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ۔ قَالَ: ((فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟)) قُلْتُ: شُرَيْحٌ' قَالَ: ((فَأَنْتَ أَبُوْ شُرَيْحٍ)) [(۵۶)]

"جب وہ (میرے والد ماجد ہانی رضی اللہ عنہ) اپنی قوم کے ہمراہ مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے سنا کہ وفد والے

= التسمى بملك الملوك' ح ۲۱۴۳

(۵۶) سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب فی تغییر الاسم القبیح' ح ۴۹۵۵۔ سنن النسائی' کتاب القضاۃ' باب اذا حکموا رجلاً فقضی بینھم' ح ۵۴۰۲۔ حدیث صحیح ہے۔ امام بخاری نے بھی "الادب المفرد" ص ۲۸۲ ح ۸۱۱ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

انہیں "ابوالحکم" کے نام سے پکار رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں (ابوالحکم ہانی کو) بلا کر پوچھا: "اللہ کی ذات ہی حکم ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے' پھر تمہاری کنیت ابوالحکم کیوں ہے؟" تب انہوں نے کہا:

"حقیقت یہ ہے کہ میری قوم میں جب کوئی اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آتے ہیں' میں جو فیصلہ کر دوں اس پر دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو بہت اچھی بات ہے' تمہارے بچوں کے کیا نام ہیں؟" انہوں نے کہا: "شریح' مُسلمہ اور عبداللہ میرے بچوں کے نام ہیں"۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ "ان میں بڑا کون ہے؟" میں نے کہا: "شریح" آپ ﷺ نے فرمایا: "تو تمہاری کنیت "ابو شریح" ہے۔"

جس طرح صفاتِ باری تعالیٰ کسی کا نام نہیں بن سکتیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص اَلقاب کسی دوسرے کے لیے نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا "سید الناس" (سارے لوگوں کا سردار) "سیدِ وُلدِ آدم" (انسانیت کا سردار) "سید الکُل" (سب کا سردار) آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کے علاوہ کسی کے لیے استعمال نہیں ہو سکتے۔ آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشاد کا مفہوم یہی ہے:

((اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ)) (۵۷)

"ساری انسانیت کا سرتاج و سردار میں ہوں۔"

۳۔ ایسے نام جن سے خود ستائی کا پہلو نکلتا ہو یا ذاتی خوبی کا اظہار ہوتا ہو۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تُسَمِّیَنَّ غُلَامَكَ یَسَارًا' وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِیْحًا وَلَا

---

(۵۷) صحیح البخاری' کتاب الانبیاء' باب قول اللّٰہ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ.....الخ' ح ۳۱۶۲۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا' ح ۱۹۴

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

اَفْلَحَ)) (۵۸)

"تم ہرگز اپنے بچے کا یہ نام تجویز نہ کرنا : یسار' رباح' نجیح' افلح۔ لہ"

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "نافع" نام رکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تبدیل کردیئے تھے :

اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِى سَلِمَةَ كَانَ اسْمُهَا "بَرَّةً" فَقِيْلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا' فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ (۵۹)

"حضرت زینب بنت ابی سلمہ لہ کا نام "برہ" تھا (بہت زیادہ نیکی والی)۔ اعتراض ہوا کہ یہ خود اپنی تعریف کرتی ہے' تو آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر "زینب" رکھ دیا۔

۴۔ جن ناموں سے کوئی اچھا شگون نہ لیا جاتا ہو' آپ ﷺ نے انہیں بھی بدل دیا ــــــ لہٰذا ایسے نام نہ رکھے جائیں۔

---

(۵۸) صحیح مسلم' کتاب الاداب' باب کراهية التسمية بالاسماء القبيحة' ح ۲۱۳۷۔ وسنن الترمذی' ح ۲۸۳۶

لہ یسار : آسانی میں رہنے والا یا امیر آدمی' رباح: ہمیشہ فائدے میں رہنے والا' نجیح: پختہ رائے رکھنے والا' افلح: سب سے زیادہ کامیاب یا ہمیشہ رہنے والا' نافع: فائدے میں رہنے والا۔

(۵۹) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب تحویل الاسم الی اسم احسن منه۔ صحیح مسلم' کتاب الاداب' باب استحباب تغییر الاسم القبیح الی حسن' ح ۲۱۴۱۔

لہ صحیح مسلم کی دوسری روایت کے مطابق زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

اَنَّ رَجُلاً كَانَ اسْمُهُ "اَصْرَم" وَكَانَ فِي نَفَرٍ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: "اَصْرَمُ" قَالَ: ((بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ)) (٦٠)

"ایک آدمی کا نام "اَصرم" تھا' وہ ایک وفد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "تمہارا نام کیا ہے؟" اس نے کہا" اَصرم" (کٹا ہوا) آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں' بلکہ تمہارا نام "زُرعہ" ہے (ترو تازہ کھیتی کی طرح)۔"

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ مشہور فقیہ تابعی اپنے دادا کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

اَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِي ﷺ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قال: "اِسْمِي حَزْنٌ" قَالَ: ((بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: "مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيهِ اَبِي" قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَمَا زَالَتْ فِينَا الْحَزُونَةُ بَعْدُ (٦١)

"میرے دادا "حزن" نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ ﷺ نے پوچھا: "تمہارا نام کیا ہے؟" اُس نے کہا: "میرا نام "حَزن" (غم) ہے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بلکہ تم سہل ہو (نرم خو' میٹھی طبیعت والے)"۔ اُس نے کہا: "میں اپنے والد کا رکھا ہوا نام تبدیل کرنے والا

---

(٦٠) سنن ابی داوٗد' کتاب الادب' باب تغییر الاسم القبیح' ح ۴۹۵۴۔ حدیث صحیح ہے۔

(٦١) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب تحویل الاسم الی اسم احسن منه' ح ۵۸۳٦ و ۵۸۴۰۔ سنن ابی داوٗد' کتاب الادب' باب تغییر الاسم القبیح' ح ۴۹۵٦

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

نہیں ہوں"۔ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "اُس وقت سے لے کر ہمارے ہاں غم اور سختی ہی رہی ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ: ((اَنْتِ جَمِيلَةٌ)) (۶۲)

"رسول اللہ ﷺ نے عاصیہ کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔"

حضور اکرم ﷺ نے مندرجہ ذیل نام تبدیل کر دیے تھے:

العاص (نافرمان)۔ عزیز (ایسا غالب جس پر کوئی غلبہ نہ حاصل کر سکے)۔ عَتَلَة (سخت مزاج) شیطان۔ الحکم (فیصلہ کرنے والا)۔ غراب (کوا)۔ حُباب (شرارتی سانپ)۔ شہاب (دہکتا ہوا شعلہ جسے شیطان کو پیچھے سے مارا جاتا ہے)۔ حَرب (جنگ)۔ المُضطَجِع (لیٹا ہوا) سے بدل کر المُنبَعِث (اٹھنے والا) رکھ دیا۔ ایک جگہ کو عِفرَة (بے آباد) کہا جاتا تھا' آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر خِضِرَة (سرسبز و شاداب) رکھ دیا۔ شِعبُ الضَّلالة (گمراہی کی گھاٹی) کا نام بدل کر شِعبُ الهُدٰی (ہدایت کی گھاٹی) رکھ دیا۔ بنی الزنیہ (اولادِ زنا) کا نام بدل کر بنی رِشدہ (صحیح نکاح کی اولاد) رکھا۔ بنی مُغویہ (اِغوا شدہ عورت کی اولاد) سے بدل کر بنی رِشدہ (صحیح نکاح کی اولاد) رکھا۔

یہ تمام نام سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب فی تغییر الاسم القبیح میں درج ہیں۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "میں نے سندیں اختصار کے پیش نظر حذف کر دی ہیں۔"

---

(۶۲) صحیح مسلم' کتاب الآداب' باب استحباب تغییر الاسم القبیح الی حسن' ح ۲۱۳۹

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

مزاجِ شریعت اور معیارِ انسانیت کو اگر سامنے رکھا جائے تو یقیناً ایسے ناموں کو بدل دینا ہی اولیٰ و افضل ہے' لہٰذا ایسے ناموں سے پرہیز بہت ضروری ہے۔ شیطان' فرعون' ہامان' قارون' پرویز اور ایسے ہی بدنامِ زمانہ ناموں سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے' کیونکہ ایسے غلط نام بری شہرت کا سبب بنتے ہیں۔

۷۔ اگر کسی کا نام غلط رکھ دیا گیا ہو تو اسے بدلا بھی جا سکتا ہے بلکہ بدل دینا چاہیئے' جیسا کہ مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں کسی بات کو خواہ مخواہ عذر نہیں بنا دینا چاہیئے اور نہ ہی والدین کے رکھے ہوئے غلط نام پر اس قدر ضد کرنی چاہیئے کہ دین کے احکام دھرے کے دھرے رہ جائیں اور مسلمان اپنی رائے بدلنے کو تیار نہ ہو۔

۸۔ بعض اہل علم کے نزدیک یہ بات باعثِ اختلاف رہی ہے کہ "ابو القاسم" کنیت[1] رکھنا صحیح ہے یا کہ نہیں۔ جو بات دلائل کی روشنی میں دل کو اطمینان بخشتی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد "ابو القاسم" کنیت رکھی جا سکتی ہے۔ اس سارے اختلاف کا سبب مندرجہ ذیل حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

((تَسَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْیَتِیْ)) (۶۳)

"میرے نام پر نام تو رکھو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو۔"

---

[1] "کنیت" سے مراد کسی انسان کا وہ تعارف یا شہرت ہے جو اس کی اولاد کی طرف منسوب ہو' جیسے ابو عبد الرحمٰن (عبد الرحمٰن کے والد) اُمِ عبد الرحمٰن (عبد الرحمٰن کی ماں)

(۶۳) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب قول النبی ﷺ سموا باسمی.....الخ' ح ۵۸۳۳ و ۵۸۳۴۔ صحیح مسلم' کتاب الآداب' باب النھی عن التکنی بابی القاسم' ح ۲۱۳۱

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

اس بات سے روکنے کا سبب بھی حدیث میں موجود ہے:

نَادٰی رَجُلٌ رَجُلاً بِالبَقِیعِ یَا اَبَا الْقَاسِمِ ' فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ' فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنّی لَمْ اَعْنِكَ ' اِنَّمَا دَعَوْتُ فُلاَنًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْه وَسَلَّمَ: ((تَسَمُّوا بِاسْمِیْ وَلاَ تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ)) (۶۴)

"کسی آدمی نے دوسرے کو بقیع کے مقام پر ابا القاسم کہہ کر آواز دی' رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو آواز دینے والے نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو نہیں بلایا' میں نے تو فلاں کو آواز دی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے نام پر نام تو رکھ لیا کرو البتہ میری کنیت نہ اختیار کرو۔"

تو گویا کنیت سے منع کرنے کا مقصد اس اشتباہ سے بچنے کے لیے تھا اور اس بات کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا مندرجہ ذیل فرمان ہے:

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ وُلِدَ لِیْ بَعْدَكَ وَلَدٌ اُسَمِّیْهِ بِاسْمِكَ وَاُکَنِّیْهِ بِکُنْیَتِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) (۶۵)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے

---

(۶۴) صحیح البخاری' کتاب المناقب' باب کنیة النبی ﷺ ح ۳۵۳۴' ۳۵۳۵۔ صحیح مسلم' کتاب الآداب' باب النهی عن التکنی بابی القاسم' ح ۲۱۳۱

(۶۵) سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب الرخصة فی الجمع بینهما' ح ۴۹۶۷۔ سنن الترمذی' کتاب الاستیذان' باب ما جا فی کراهیة الجمع' ح ۳۰۱۲۔ سند صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

دریافت کیا: "آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ کے بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو تو میں اس کا نام آپ کے نام پر رکھوں اور آپ والی کنیت رکھ لوں؟"
تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں رکھ سکتے ہو۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ والی کنیت اختیار کرنے میں کوئی حرج یا ممانعت نہیں ہے ـــــ آپ ﷺ والا نام محمد یا احمد رکھنے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہ تھا ـــــ اور نہ ہے۔

۹۔ بچے کا نام اگر والدین کی باہم مرضی سے طے ہو جائے تو بہت بہتر ہے ورنہ نام رکھنے کا حق والد کا ہے' کیونکہ بچے کی نسبت ہمیشہ والد کی طرف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب: ۵)

"بچوں کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو۔ اللہ کے ہاں یہی زیادہ منصفانہ بات ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آج رات میرے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ میں نے اس کا نام اپنے ابا حضرت ابراہیم کے نام پر رکھا ہے۔"(٦٦)

۱۰۔ بچوں کو نازیبا القاب اور ناموں سے نہیں پکارنا چاہیئے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾ (الحجرات: ۱۱)

"اور ایک دوسرے کو برے القاب سے مت پکارو۔"

---

(٦٦) صحیح مسلم' کتاب الفضائل' باب رحمته ﷺ بالصبیان والعیال...الخ ح ۲۳۱۵

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

ختنہ کرنا

ا۔ روایات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ختنہ کیا تھا۔ مشہور تابعی اور فقیہ حضرت سعید بن المسیب رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"كَانَ اِبْرَاهِيْمُ اَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَ اَوَّلَ النَّاسِ اِخْتَتَنَ" (٦٧)

"لوگوں میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے مہمان کی مہمانداری کی اور سب سے پہلے انہوں نے ختنہ کیا۔"

بظاہر یہ ایک تابعی کا قول ہے' حدیث نہیں ہے' لیکن صحیح حدیثوں میں اس کے صحیح ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً)) (٦٨)

"حضرت ابراہیم نے اَسی سال کی عمر میں اپنا ختنہ کیا۔"

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ختنہ کرنے کا حکم اسلام میں پہلے سے موجود ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عمر میں پہنچ کر نہ ختنہ کرتے ـــــ بلکہ پہلے سے ہو جاتا یا کر لیتے۔ لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ختنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہی کیا ہے اور یہ ملتِ ابراہیمی کا حصہ ہے۔

---

(٦٧) موطا امام مالك' كتاب صفة النبى صلى الله عليه وسلم باب السُّنة فى الفطرة' ٩٢٢/٢

(٦٨) صحيح البخارى' كتاب الاستئذان' باب الختان بعد الكبر' ح ٥٩٤٠۔ صحيح مسلم' كتاب الفضائل' باب من فضائل ابراهيم عليه السلام' ح ٢٣٧٠

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

۲۔ اسلام نے ختنے کو بہت ضروری قرار دیا ہے۔ بعض فقہاء نے اسے واجب سے تعبیر کیا ہے اور کچھ نے "سُنّتِ مؤکدہ" قرار دیا ہے۔ نتیجہ بہرحال ایک ہے کہ ختنہ کرنا بہت ضروری ہے' نہ کرنے والا گنہگار ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ : الْخِتَانُ' وَالْاِستِحْدَادُ' وَقَصُّ الشَّارِبِ' وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ' وَنَتْفُ الْاِبِطِ)) (۶۹)

"پانچ کام فطرتِ انسانی کا حصہ ہیں: ختنہ کرنا' زیر ناف بال صاف کرنا' مونچھیں کاٹنا' ناخن کاٹنا' بغلوں کے بال صاف کرنا۔"

ایک آدمی اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا:

((اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ)) (۷۰)

"حالتِ کفر والے بال اتار دو اور ختنہ کروا لو۔"

اگر ختنہ کرنا معمولی مسئلہ ہوتا تو نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اَسّی سال کی عمر میں ختنہ کرتے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ اُس آدمی کو حکم دیتے۔ ختنہ کروانا کس قدر اہمیت رکھتا ہے رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان سے واضح ہے:

((اِنَّ الْاُقْلَفَ لَا يُتْرَكُ فِي الْاِسْلَامِ حَتّٰى يَخْتَتِنَ وَلَوْ بَلَغَ ثَمَانِيْنَ سَنَةً)) (۷۱)

---

(۶۹) صحیح البخاری' کتاب الاستئذان' باب الختان بعد الکبر' ح ۵۹۳۹۔ صحیح مسلم' کتاب الطھارۃ' باب خصال الفطرۃ' ح ۲۵۷

(۷۰) سنن ابی داؤد' کتاب الطھارۃ' باب فی الرجل یسلم فیؤمر بالغسل' ح ۳۵۶۔ سنن البیھقی' کتاب الاشربۃ' باب ماورد فی الختان' ۸/ ۳۲۳۔ حدیث حسن ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

”بے ختنہ آدمی کو اسلام میں برداشت نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ ختنہ کروا لے' خواہ اس کی عمر اَسی سال ہو۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ختنے کے مسئلے کو کس قدر اہمیت دیتے تھے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے واضح ہے' فرماتے ہیں:

”اَلْاَقْلَفُ لَا تُقْبَلُ لَهٗ صَلَاةٌ وَلَا تُؤْكَلُ ذَبِيْحَتُهٗ“ (۷۲)

”بے ختنہ آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی' اور نہ ہی اس کے ہاتھ کا ذبح شدہ جانور کھایا جائے گا۔“

دوسری جگہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”وَلَا يَجُوْزُلَهٗ شَهَادَةٌ“ ”اس کی گواہی جائز نہیں ہے“ یعنی قابل قبول نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بے ختنہ آدمی طہارت نہیں کر سکتا اور جب طہارت نہیں کر سکتا تو نماز نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا طہارت بنانے اور نماز ادا کرنے کے لیے بھی ختنہ بہت ضروری ہے —— اور یہ قاعدہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جس کام کے بغیر کوئی فرض ادا نہ ہوتا ہو وہ کام کرنا خود فرض ہو جاتا ہے۔ اہل علم اسے ”شرط“ کا نام دیتے ہیں۔ لہٰذا نماز کے لیے وضو شرط ہے اور وضو کے صحیح ہونے کے لیے ختنہ شرط ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ جدید طبّی تحقیقات کے مطابق ”بے ختنہ“ آدمی کو پیشاب کی جگہ پر سرطان کا مرض لاحق ہو جاتا ہے' جو کہ مہلک بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

(۷۱) سنن البیهقی' ج۸' ص۳۲۴' کتاب الاشربة' باب ما ورد فی الختان۔ کنزالعمال' ح ۴۵۳۱۰

(۷۲) تحفة الودود باحکام المولود لابن قیم الجوزیه ص۱۴۸' طبع الریان۔ مصر

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

﴿لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَةِ...﴾ (البقرۃ: ۱۹۵)

"اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو..."

لہٰذا اس موذی و مہلک بیماری سے بچنے کے لیے بھی ختنہ بہت ضروری ہے۔ جو عیسائی کل تک ختنہ کروانے پر مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے آج جدید تحقیقات آنے پر دھڑا دھڑ خود ختنہ کروا رہے ہیں۔

۳۔ بچے کا ختنہ ابتدائی عمر میں کر دینا چاہیئے بلکہ اگر ساتویں روز کر دیا جائے تو مزید بہتر ہے۔ اس سے ایک تو بچے کو تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ اس کا جسم انتہائی نرم ہوتا ہے اور زخم بھی جلد صحیح ہو جاتا ہے۔ دوسرا اس لیے کہ ساتویں روز ختنہ کرنا سُنّت ہے۔ اس سلسلے کی دو حدیثیں ذخیرۂ حدیث میں دستیاب ہو سکی ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

(ا) "عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَخَتَنَهُمَا لِسَبْعَةِ اَيَّامٍ" (۷۳)

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین کا عقیقہ کیا اور ساتویں روز ان دونوں کا ختنہ کروایا۔"

(ب) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "سَبْعَةٌ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّبِيِّ يَوْمَ السَّابِعِ: يُسَمّٰى وَيُخْتَنُ ... الخ" (۷۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: "ساتویں روز بچے کے

---

(۷۳) المعجم الصغیر للطبرانی، ص ۳۲۳، ح ۸۷۴ و مجمع الزوائد للھیثمی ۴/۵۹، ح ۶۲۰۰۔ وسنن البیہقی، ج ۸، ص ۳۲۴، کتاب الاشربة، باب ما ورد فی الختان

(۷۴) المعجم الاوسط للطبرانی ۱/۳۳۴ ح ۵۶۲۔ امام ہیثمی نے حدیث کو صحیح کہا ہے، مجمع الزوائد ۴/۵۹ ح ۶۲۰۴

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

معاملے میں سات کام مسنون ہیں : نام رکھنا' ختنہ کرنا . . . الخ"

ساتویں روز ختنہ ہو جائے تو بہت بہتر' ورنہ سات سال کی عمر سے پہلے پہلے ضرور کردیا جائے ورنہ والدین کو گناہ ہو گا۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مُرُوا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلَاۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِینَ وَاضْرِبُوھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ)) (۷۵)

"سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دو' اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں مارو۔ اور ان کے بستر بھی علیحدہ علیحدہ کردو۔"

ظاہر ہے جب سات سال کی عمر میں بچے کو نماز کا حکم دیا جائے گا تو جو جو کام نماز کے لیے ضروری ہیں ان کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ لہٰذا سات سال کی عمر سے پہلے پہلے بچے کا ختنہ کرنا ضروری ہے' ورنہ وضو ہو گا نہ نماز ہو گی۔

۴۔ اگر کوئی آدمی بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کرتا ہے' یا جہالت یا کسی دوسری مجبوری کی وجہ سے ختنہ نہیں ہو سکا تو اسے بھی ختنہ کروالینا چاہیے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے واضح ہے "حالتِ کفر والے بال اتار دو اور ختنہ کرلو۔" حدیث پوری تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے۔

---

(۷۵) سنن ابی داؤد' کتاب الصلاۃ' باب متٰی یُؤمر الغلام بالصلاۃ۔ المستدرك للحاکم' کتاب الصلاۃ' باب امر الصبیان بالصلاۃ لسبع سنین ۱/ ۱۹۷۔ مسند امام احمد' ج۲' ص۱۸۰ و ۱۸۷' ح۶۶۸۹ و ۶۷۵۶۔ حدیث صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

بچوں کے پیشاب کا حکم

جب تک لڑکا صرف دودھ یا مشروبات (Liquid) پر گزارا کرتا ہو اور وہ کسی چیز پر' کپڑے پر' یا انسان پر پیشاب کر دے تو اسے دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف پانی چھڑک دینا ہی کافی ہو گا ـــــ اس بات کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْلَسَهُ فِىْ حِجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ' فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ (۷۶)

"حضرت اُم قیس بن محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنا چھوٹا بچہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' وہ ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ بچے نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا اور دھویا نہیں۔"

البتہ اگر لڑکی پیشاب کر دے تو اسے دھونا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَوْلُ الْغُلَامِ الرَّضِيْعِ يُنْضَحُ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ)) (۷۷)

---

(۷۶) صحيح البخاری' كتاب الوضوء' باب بول الصبيان' ح۲۲۱۔ صحيح مسلم' كتاب الطهارة' باب حكم الطفل الرضيع و كيفية غسله' ح۲۸۷

(۷۷) مسند احمد ۷۶/۱ ح ۵۶۳ و ۱۳۷/۱ ح ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ شرح احمد=

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"دودھ پیتے لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا (کافی) ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔"

ایک دوسری حدیث میں اس مسئلے کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے:

عَنْ اَبِی السَّمْحِ قَالَ : كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِيءَ بِالْحَسَنِ اَوِ الْحُسَيْنِ فَبَالَ عَلٰى صَدْرِهٖ فَاَرَادُوْا اَنْ يَغْسِلُوْهُ فَقَالَ : ((رُشُّوْهُ رَشًّا فَاِنَّهٗ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ بَوْلُ الْغُلَامِ)) (۷۸)

"حضرت ابو السمح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمتگار تھا۔ حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کو لایا گیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھاتی پر پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام نے چاہا کہ اسے دھو دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بس پانی چھڑک دو' لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔"

مندرجہ بالا احادیث سے مسئلہ واضح ہو گیا کہ اگر دودھ پیتا لڑکا پیشاب کر دے تو صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اور اگر لڑکی پیشاب کر دے تو دھونا ضروری ہے۔ بسا اوقات بچے کا پیشاب یا پاخانہ کپڑے پر لگ جاتا ہے اور دھونے کے باوجود نشان باقی رہتا ہے' دیکھنے والے کو مغالطہ ہوتا ہے کہ شاید کپڑا پاک نہیں

= شاکر۔ سنن الترمذی' کتاب الصلاۃ' باب ماذکر فی نضح بول الغلام الرضیع' ح ۶۱۰۔ حدیث صحیح ہے۔

(۷۸) المستدرک للحاکم' کتاب الطھارۃ' باب ینضح بول الغلام ویغسل بول الجاریۃ ۱۶۶/۱۔ سنن ابی داؤد' کتاب الطھارۃ' باب بول الصبی یصیب الثوب ح ۳۷۶۔ سنن ابن ماجہ' کتاب الطھارۃ وسننھا' باب ماجاء فی بول الصبی الذی لم یطعم۔ حدیث صحیح ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

ہوا' حالانکہ وہ کپڑا پاک ہو چکا ہوتا ہے' کیونکہ ناپاکی کو دھونا ضروری ہے' نشان ختم کرنا ضروری نہیں ـــــــ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) (۷۹)

"جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو جس قدر تم کر سکتے ہو وہ کر لو۔"

ظاہر ہے کہ ناپاکی تو دھوئی جا سکتی ہے نشان نہیں مٹایا جا سکتا۔ لہٰذا نشان معاف ہے۔ اسی مسئلے کی دوسری دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتِ يَسَارٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِيْ إِلاَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَأَنَا أَحِيْضُ فِيهِ فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: ((إِذَا طَهُرْتِ فَاغْسِلِيْهِ ثُمَّ صَلِّيْ فِيْهِ))، فَقَالَتْ: فَإِنْ لَّمْ يَخْرُجِ الدَّمُ؟ قَالَ: ((يَكْفِيْكَ غَسْلُ الدَّمِ وَلاَ يَضُرُّكِ أَثَرُهُ)) (۸۰)

"خولہ بنت یسار نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ! میرے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے' حیض کے دن بھی اسی میں گزارتی ہوں تو میں کیسے کیا کروں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "پاک ہونے کے بعد اسے دھو لیا کرو' پھر اسی میں نماز پڑھ لیا کرو"۔ اس خاتون نے پوچھا: "اگرچہ خون کا نشان باقی رہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "خون کو دھو دیا کرو اور اس کے نشان سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔"

چنانچہ واضح ہوا کہ نشان باقی رہنے کے باوجود بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

---

(۷۹) صحیح البخاری' کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة' باب الاقتداء بسنن رسول اللّٰہ ﷺ ح ۷۲۸۸۔ صحیح مسلم' کتاب الفضائل' باب وجوب اتباعه صلی اللّٰہ علیه وسلم ح ۱۳۳۷

(۸۰) سنن ابی داؤد' کتاب الطهارة' باب المرءة تغسل ثوبها الذی =

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

بچے کو اُٹھا کر نماز ادا کرنا

دورانِ نماز بچوں کو کندھے یا گردن پر اٹھانا جائز اور صحیح ہے :

عَنْ اَبِی قَتَادَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةُ بِنْتِ زَيْنَبَ بِنتِ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السلامُ وَهِيَ لِاَبِي العَاصِ ابْنِ الرَّبِيعِ، فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وإذا قام حَمَلَهَا (۸۱)

"حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی "اُمامہ" کو اٹھا کر نماز پڑھی جو کہ آپؐ کی بیٹی زینبؓ اور ابو العاص کی نورِ نظر تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے تو اسے (زمین پر) بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو دوبارہ اٹھا لیتے۔"

بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نفل نماز میں کیا ہے، حالانکہ وہ نفل نماز نہ تھی بلکہ فرض نماز تھی اور باجماعت تھی، جیسا کہ ابو داوٗد کی روایت سے ظاہر ہے:

بَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ (۸۲)

= تلبسه فی حیضها ح ۳۶۵۔ سنن البیهقی ۲/۴۰۸، کتاب الصلاۃ، باب ان الدم اذا بقی اثره فی الثوب ...الخ۔ حدیث صحیح ہے۔

(۸۱) صحیح البخاری، کتاب سترة المصلی، باب اذا حمل جاریة صغیرة علی عنقه فی الصلاة، ح ۴۹۴۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز حمل الصبیان فی الصلاة، ح ۵۴۳

(۸۲) سنن ابی داوٗد، کتاب الاستفتاح فی الصلاة، باب العمل فی الصلاة، ح ۹۲۰

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"ہم ظہر یا عصر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔"

دوسری روایت میں ہے:

رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَؤُمُّ النَّاسَ وَاُمَامَةُ بِنْتَ اَبِی العاص وَھِیَ ابْنَةُ زَیْنَبَ بِنْتِ النَّبِیِّ عَلٰی عَاتِقِهٖ، فَاِذَا رَکَعَ وَضَعَهَا وَاِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَھَا (۸۳)

"میں نے نبی کریم ﷺ کو لوگوں کی امامت کرواتے ہوئے دیکھا۔ امامہ (ابو العاص اور زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی) آپؐ کے کندھوں پر تھی۔ جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو اسے بٹھا دیتے اور جب سجدوں سے اٹھتے تو اسے واپس اسی جگہ پر رکھ لیتے۔"

ان تین واضح اور تفصیلی حدیثوں کے بعد مسئلے میں کوئی الجھن نہیں ہے۔ واضح رہے کہ ان حدیثوں کو منسوخ کرنے والی بھی کوئی حدیث موجود نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی خود دورانِ نماز بچے کو اٹھا لے یا بچہ از خود آ کر نماز پڑھنے والے پر چڑھ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ عام طور پر ماؤں کو یہ صورت حال درپیش ہوتی رہتی ہے، لہٰذا پریشان ہونے یا وسوسہ کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

(۸۳) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز حمل الصبیان فی الصلاۃ، ح ۵۴۳۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب العمل فی الصلاۃ، ح ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹۔ سنن النسائی، کتاب السہو، باب حمل الصبیان فی الصلاۃ و وضعھن فی الصلاۃ ح ۱۲۰۳، ۱۲۰۴۔ حدیث بالکل صحیح ہے

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

بچوں سے محبّت کرنا

نرمی' شفقت' پیار اور عمدہ سلوک اسلامی معاشرے کی عظیم خوبی ہے۔ ہر انسان اس کا حقدار ہے اور یہ ہر انسان پر دوسرے کے لیے واجب ہے' کیونکہ جو تربیتی و تعلیمی نتائج شفقت و پیار سے حاصل کیے جاسکتے ہیں کسی دوسرے طریقے سے ممکن نہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ' يُحِبُّ الرِّفْقَ' وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ' وَمَا لَا يُعْطِي عَلٰى ماسِوَاهُ)) (۸۴)

"اللہ تعالیٰ نرم مزاج ہیں' نرمی کو پسند فرماتے ہیں' نرمی کی بدولت جو کچھ عطا کرتے ہیں وہ سختی پر عطا نہیں کرتے' بلکہ کسی دوسرے طریقے سے بھی وہ چیز نہیں مل سکتی۔"

اور پھر بچے تو اس نرمی و لطافت کے اور زیادہ حقدار ہوتے ہیں کہ ان سے پیار کیا جائے' ان کا بوسہ لیا جائے' ان سے شفقت کا سلوک کیا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ' وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا' فَقَالَ الْاَقْرَعُ: اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا' فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَمْ يُرْحَمْ)) (۸۵)

---

(۸۴) صحیح مسلم' کتاب البر والصلة' باب فضل الرفق' ح ۲۵۹۳ و سنن ابی داؤد' کتاب الادب' باب فی الرفق' ح ۴۸۰۷

(۸۵) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب رحمة الولد وتقبیله و=

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا۔ پاس ہی حضرت اَقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع کہنے لگے: "میرے دس بچے ہیں' میں نے تو کبھی کسی بچے کا بوسہ نہیں لیا"۔ رسول اللہ ﷺ نے ادھر نگاہ اٹھائی اور فرمایا: "جو کسی پر رحم نہیں کرتا' اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

ایک دوسری حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ' فَقَالُوا: اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْیَانَکُمْ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ! فَقَالُوا: لٰکِنَّا وَاللّٰہِ مَانُقَبِّلُ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((وَاَمْلِكُ اِنْ کَانَ اللّٰہُ نَزَعَ مِنْکُمُ الرَّحْمَۃَ؟)) (٨٦)

"کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے سوال کیا: "کیا تم لوگ بچوں کا بوسہ لیتے ہو؟" حاضرین (محفل میں موجود صحابہ کرام) نے جواب دیا "ہاں' ہاں ہم بوسہ لیتے ہیں"۔ آنے والوں نے کہا: "لیکن بخدا ہم تو ایسا نہیں کرتے"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر اللہ نے تمہارے دلوں سے رحمت و شفقت ہی نکال کر پھینک دی ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں؟"

چنانچہ بچوں سے پیار محبت کا سلوک کرنا' ان سے شفقت سے پیش آنا جہاں فطرتِ انسانی کا حصہ ہے' وہاں اگر یہ کام سُنّتِ نبوی سمجھ کر کیا جائے تو یہ کارِ ثواب اور تربیتِ اخلاق کا بہترین مظہر بھی ہے۔

= معانقتہ' ح ٥١٦٥۔ صحیح مسلم' کتاب الفضائل' باب رحمتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالصبیان والعیال وتواضعہ وفضل ذلك' ح ٢٣١٨

(٨٦) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب رحمۃ الولد و تقبیلہ و=

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

تربیتِ اولاد

انسان اپنی اولاد کی پرورش کے لیے اور ان کی ضروریات پورا کرنے کے لیے ہزاروں جتن کرتا ہے۔ ایک مسلمان کی اس کے ساتھ ساتھ ایک اضافی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ ان کی تربیت اسلامی طریقے سے کرے' ان کو اسلامی احکام کی تعلیم دے' اسلامی اخلاق کا عادی بنائے اور کوشش کرے کہ یہ اخلاق و عادات رفتہ رفتہ اس کے مزاج کا حصہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ... ﴾ (التحریم : ٦)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"

حضور اکرم ﷺ کی رحیم و شفیق ذات جو ہر معاملے میں سراپا رحمت ہے' انہوں نے بھی دینی فرائض کے معاملے میں اولاد پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے' کیونکہ دنیا کی معمولی سختی حتیٰ کہ مارپیٹ کی سزا بھی آخرت کے عذاب سے ہزار درجے بہتر اور نفع بخش ہے ـــــ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مُرُوا اَبْنَاءَ كُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ' وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) (٨٧)

= معانقتہ ح ٥٦٥٢۔ صحیح مسلم' کتاب الفضائل' باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصبیان والعیال و تواضعہ وفضل ذلك' ح ٢٣١٦

(٨٧) سنن ابی داؤد' کتاب الصلاۃ' باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ' ح ٤٩٤' ٤٩٥۔ المستدرك للحاکم' ج ١ص ١٩٧' کتاب الصلاۃ' باب امر الصبیان بالصلاۃ لسبع سنین۔ مسند امام احمد ٢/ ١٨٧۔ حدیث صحیح ہے

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

"سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دو (اور اگر نہ پڑھیں تو) دس سال کی عمر میں انہیں مارو۔ اور ان کے بستر بھی علیحدہ علیحدہ کر دو۔"

اسی ذمہ داری کو رسول اللہ ﷺ نے عمومی انداز سے بھی بیان فرمایا ہے تاکہ اولاد' بیوی اور دیگر زیر تربیت افراد کا بھی انسان احساس کرے اور ان کی تربیت کو ایک فرض کا درجہ دیتے ہوئے ادا کرے۔ فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ)) (۸۸)

"تم میں سے ہر فرد ذِمہ دار ہے اور اپنے اپنے حلقۂ ذمہ داری کا اس سے حساب ہو گا۔"

اور بالخصوص اولاد (جو دنیا میں انسان کے لیے باعثِ سکون ہے اور ان کی نیکیاں اور دعائیں آخرت کا زادِ راہ ہیں[ل]) کی تربیت انسان پر فرض ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا مَا حَقُّ الْوَالِدِ' فَمَا حَقُّ الْوَلَدِ؟ قَالَ: ((اَنْ يُحْسِنَ اسْمَهٗ وَيُحْسِنَ اَدَبَهٗ)) (۸۹)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ والد کے (اپنی اولاد پر)

---

(۸۸) صحیح البخاری' کتاب النکاح' باب ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ ح ۴۸۹۲

ل یہ بات "اولاد کی آرزو کرنا" کے عنوان سے حدیث ۴' ۵ میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔

(۸۹) سنن البیهقی۔ حدیث اگرچہ ضعیف ہے' لیکن اسی معنی کی دو حدیثیں سنن الترمذی میں ضعیف سندوں کے ساتھ نقل کی گئی ہیں' لہٰذا مفہوم کسی حد تک گزارا لائق ہو جاتا ہے۔

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

حقوق کیا ہیں! آپ بتا دیں کہ اولاد کے (والد پر) کیا حقوق ہیں؟"
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "والد اس کا نام اچھا رکھے' اور اس کی تعلیم و تربیت کا اچھا انتظام کرے۔"

اسی موضوع کی مزید تفصیلات جاننے کے لیے "بیٹیوں کی پرورش" والا مضمون دوبارہ پڑھ لیں۔

والدین کے ذمے اولاد کے حقوق میں سے اہم ترین حق یہ ہے کہ ان کے درمیان عدل و انصاف کا سلوک کریں۔ اس کی وجہ سے جہاں اولاد اور والدین کے درمیان رشتہ خلوص اور اطاعت باقی رہتا ہے وہاں باہم بھائی بہنوں کے درمیان بھی چپقلش' شکر رنجی یا حسد کے جذبات پیدا نہیں ہوتے۔ انہی مقاصد کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِي اَوْلَادِكُمْ)) (۹۰)

"اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کیا کرو۔"

اگر کسی صحابی نے لاعلمی کی وجہ سے اولاد کے درمیان انصاف نہیں کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ٹوک دیا اور انصاف کا حکم دیا:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ: اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِيْ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ هٰذَا؟)) قَالَ: لَا' فَقَالَ: ((ارْجِعْهُ))

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَقَالَ: ((فَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟)) قَالَ:

---

(۹۰) صحیح البخاری' کتاب الهبة' باب الاشهاد فی الهبة ح ۲۴۴۷۔
وصحیح مسلم' کتاب الهبات' باب کراهیة تفضیل بعض الاولاد فی الهبات' ح ۱۶۲۳

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

لاَ، قَالَ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِي اَوْلاَدِكُمْ)) فَرَجَعَ اَبِي فِي تِلْكَ الصَّدَقَةِ (٩١)

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا: "میں نے اپنے اس بچے کو ایک غلام تحفۃً دیا ہے جو میرا اپنا تھا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا تم نے اپنے سارے لڑکوں کو اسی طرح کا غلام دیا ہے؟" والد صاحب نے جواب دیا "نہیں" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس سے غلام واپس لے لو۔"

(صحیح مسلم کی روایت کے مطابق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا تم نے سب لڑکوں کو غلام دیا ہے؟" والد صاحب نے کہا: "نہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو اور بچوں کے درمیان انصاف کیا کرو" —— چنانچہ والد صاحب نے وہ تحفہ مجھ سے واپس لے لیا۔"

---

(٩١) صحيح البخاری' كتاب الهبة' باب الهبة للولد' ح ٢٥٨٦۔ وصحيح مسلم' كتاب الهبات' باب كراهية تفضيل بعض الاولاد في الهبات ح ١٦٢٣

نوٹ : والدین اپنی اولاد پر جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ دو طرح کا ہوتا ہے:

ضروریات : ضروریات پورا کرنے میں عدل تو ہوگا' مساوات ضروری نہیں' کیونکہ دو سال کے بچے اور پندرہ سال کے بچے کی ضروریات ہر اعتبار سے مختلف ہوں گی۔ پرائمری سکول کے طالب علم اور کالج یا یونیورسٹی کے طالب علم کی ضروریات کے درمیان بھی واضح فرق ہوگا —— اسی طرح لڑکے کی ضروریات اور لڑکی کی ضروریات کے مابین بھی فرق رہے گا۔ یہاں مساوات نہ ممکن ہے اور نہ شرعاً مطلوب ہے۔

عنایات : البتہ جہاں معاملہ عنایات' تحائف یا بڑی عمر میں جائیداد وغیرہ کی تقسیم کا ہے تو یہاں عدل و انصاف اور مساوات ضروری ہے' جس کی شریعت نے واضح حدود مقرر کر دی ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث کا تعلق بھی اسی قسم سے ہے۔

(مرتب و مترجم غفراللہ لہ' ولوالدیہ ولاساتذتہ)

Free downloading facility for DAWAH purpose only

www.minhajusunat.com

DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in